ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

45

www.tanzeem.org

21 تا 27 صفر المظفر 1438ھ / 22 تا 28 نومبر 2016ء

اس شمارے میں

مسلمان ملک اور اسلامی فلاحی ریاست

دعوت و تبلیغ کی اہمیت

از مغزِ دو صد خر......

اجتماعیت

دعوتِ دین کی محنت

اجتماع کو بابرکت کیسے بنائیں؟

اسلامی قوانین کا نفاذ بذریعہ پارلیمنٹ

اسلام اور عالم اسلام کا مستقبل

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

اخلاص وللّٰہیت

اخلاص، اعمالِ صالحہ کی جان ہے۔ بغیر اخلاص کے عمل بے روح اور بے جان ہوتا ہے۔ جب تک ہمارے اعمال علمِ نبوت کے مطابق نہ ہو جائیں، اخلاق نہیں آتے اور جب تک ہم میں اخلاق نہیں آئیں گے، دوسروں میں دین نہیں پھیلے گا اور اغراض کے لیے کسی سے کوئی سلوک کرنا اخلاق نہیں ہے بلکہ کوئی کام بھی جب تک اس میں اخلاص نہ ہو اس کی قطعاً کوئی قیمت نہیں۔

کوئی بھی کام اللہ پاک کی رضا کے علاوہ کسی بھی نیت سے کرنا نفسانیت ہے۔ مال مل جائے، مال بڑھ جائے، لوگ تعریفیں کریں، بڑا بن جاؤں، شہرت مل جائے، عہدہ مل جائے، مرجع بن جاؤں، میری بات چلنے لگے، میری حیثیت مانی جائے، میری رائے پوچھی جائے، ان اغراض کے لیے عمل کرنا ہرگز اخلاص اور للّٰہیت نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مخلصین، اللہ کے وعدوں پر یقین رکھتے ہوئے، اس موعود کے لیے بھی عمل کریں۔ اس لیے کہ موعود موعود ضرور ہے مقصود نہیں اور جو موعود کو مقصود بنا کر کرتے ہیں، وہ موعود ہی میں پھنس جاتے ہیں اور جو لوگ صرف رضائے الٰہی کو مقصود بنا کر چلتے ہیں ان پر جب اللہ کے مواعید پورے ہوتے ہیں اور مال و ملک کی نعمتیں ملتی ہیں تو وہ ان کو اپنی ذات پر خرچ کرنے کی بجائے، دین کی اشاعت اور مخلوق خدا پر محض رضائے الٰہی کے لیے خرچ کر دیتے ہیں، جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا تھا۔

مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ

حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کا واقعہ

الھدیٰ (731)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ الکہف | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:60

وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبۡرَحُ حَتّٰۤی اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ اَوۡ اَمۡضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾

ان دو رکوعوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک سفر کا ذکر ہے۔ اس واقعہ کا ذکر احادیث میں بھی ملتا ہے اور قدیم اسرائیلی روایات میں بھی‘ جن میں سے بہت سی روایات قرآن کے بیان سے مطابقت بھی رکھتی ہیں۔

اس واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے جس بندے کا ذکر کیا ہے۔ اس ضمن میں ایک رائے تو یہ ہے کہ وہ ایک فرشتہ تھے‘ جبکہ ایک دوسری رائے کے مطابق وہ انسان ہی تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے بہت لمبی عمر دے رکھی ہے۔ یعنی جیسے جنوں میں سے ابلیس کو اللہ تعالیٰ نے طویل عمر عطا کر رکھی ہے ایسے ہی اُس نے انسانوں میں سے اپنے ایک نیک اور برگزیدہ بندے کو بھی بہت طویل عمر سے نوازا ہے اور ان کا نام حضرت خضر ہے۔ (واللہ اعلم!)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کسی وقت یہ خیال آیا کہ اللہ تعالیٰ نے شاید مجھے روئے زمین کے تمام انسانوں سے بڑھ کر علم عطا فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر یہ واضح کرنے کے لیے کہ ﴿وَفَوۡقَ کُلِّ ذِیۡ عِلۡمٍ عَلِیۡمٌ ﴿﴾﴾ آپؑ کو ہدایت فرمائی کہ آپ فلاں جگہ ہمارے ایک بندۂ خاص سے ملاقات کریں اور کچھ عرصہ اُس کے ساتھ رہ کر اُس سے علم وحکمت سیکھیں۔ اس حکم کی تعمیل میں آپؑ اپنے نوجوان ساتھی حضرت یوشع بن نون کو ساتھ لے کر سفر پر روانہ ہوگئے۔

آیت ۶۰ ﴿وَاِذۡ قَالَ مُوۡسٰی لِفَتٰىهُ لَاۤ اَبۡرَحُ حَتّٰۤی اَبۡلُغَ مَجۡمَعَ الۡبَحۡرَیۡنِ اَوۡ اَمۡضِیَ حُقُبًا ﴿۶۰﴾﴾

’’اور یاد کرو جب موسیٰؑ نے اپنے نوجوان (ساتھی) سے کہا کہ میں (چلنا) نہیں چھوڑوں گا‘ یہاں تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کے مقام پر پہنچ جاؤں یا میں برسوں چلتا ہی رہوں گا۔‘‘

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؑ کو بتایا گیا تھا کہ وہ شخص مجمع البحرین (دو دریاؤں کے سنگم) پر ملے گا۔ مجمع البحرین کے اس مقام کے بارے میں بھی مفسرین کے ہاں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک رائے تو یہ ہے کہ بحیرۂ احمر (Red Sea) کے شمالی کونے سے نکلنے والی دو کھاڑیوں (خلیج سویز اور خلیج عقبہ) کے مقامِ اتصال کو مجمع البحرین کہا گیا ہے‘ جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ دریائے نیل دو دریاؤں یعنی النیل الازرق اور النیل الابیض سے مل کر بنا ہے۔ یہ دونوں دریا مل کر ایک دریا (مصر کے دریائے نیل) کی شکل اختیار کرتے ہیں اس مقام کو مجمع البحرین کہا گیا ہے اور یہ مقام خرطوم کی سرحد کے آس پاس ہے۔

فرمان نبویؐ

فخر سے پرہیز کریں

عَنۡ عِیَاضِ بۡنِ حِمَارٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: ((اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَوۡحٰی اِلَیَّ اَنۡ تَوَاضَعُوۡا حَتّٰی لَا یَبۡغِیۡ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَلَا یَفۡخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ)) (رواہ مسلم)

حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’کہ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی مجھے مطلع فرمایا ہے کہ تواضع و خاکساری اختیار کرو تاکہ نہ کوئی ایک دوسرے پر ظلم کرے اور نہ باہم ایک دوسرے پر فخر ومباہات کا اظہار کرے۔‘‘

کبریائی اور بڑائی دراصل صرف اس ذات پاک کا حق ہے جو قادرِ مطلق ہے اور جس کے ہاتھ میں سب کی موت و حیات اور عزت اور ذلت ہے۔ اب انسان بھی اگر کبریائی اور بڑائی کا دعویدار ہو اور اللہ کے بندوں کے ساتھ غرور وتکبر کا رویہ اپنائے تو وہ گویا اپنی حقیقت بھول کر شعوری یا غیر شعوری طور پر اللہ تعالیٰ کا حریف بنتا ہے‘ یہ ایک سنگین جرم ہے لہٰذا وہ بڑا مجرم ٹھہرے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مرزا ایوب بیگ

مسلمان ملک اور اسلامی فلاحی ریاست

انسان چاہے سر اٹھا کر آسمان پر مزین چاند ستاروں کا نظارہ کرے یا نظریں جھکا کر برو بحر کے حقائق پر غور کرے۔ دیانت داری کا تقاضا ہے کہ وہ تسلیم کرے کہ لازماً ان کا کوئی خالق ہے جس نے ایک زبردست نظام میں انہیں جکڑا ہوا ہے اور وہ یقیناً واحد ہوگا وگرنہ نظم میں خلل پڑ سکتا ہے۔ حضرت انسان خود بھی اسی خالق کی مخلوق ہے۔ اس فرق کے ساتھ کہ اسے مکمل طور پر پابند نہیں کیا گیا۔ اسے کچھ آزادی، کچھ اختیار دیا گیا۔ مشہور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کسی نے اس اختیار یا آزادی کی حقیقت پوچھی تو آپؓ نے فرمایا: اپنی ایک ٹانگ اٹھا دو۔ اس نے اٹھا دی۔ آپؓ نے فرمایا: اب دوسری بھی اٹھا دو۔ تو اس نے کہا یہ تو میرے لیے ممکن نہیں۔ آپؓ نے فرمایا: انسان اتنا ہی مختار اور آزاد ہے۔ اس نیم آزاد انسان کا معاشرے کا حصہ بننا اس کی ضرورت اور مجبوری تھی لیکن آئیڈیل صورت یہ ہوگی کہ یہ جڑنا ایسا جڑنا ہو کہ زندگی کے بعض گوشوں میں اس کی انفرادیت بھی قائم رہ سکے۔ جب انسان مل جل کر رہیں گے تو باہمی تعلق کو استوار رکھنے اور ایک توازن قائم کرنے کے لیے کچھ اصول، کچھ ضابطے طے کرنا ہوں گے تاکہ حقوق و فرائض کی تقسیم عدل پر مبنی ہو وگرنہ معاشرہ فساد کا شکار ہو جائے گا۔ آج کے انسان کا دعویٰ ہے کہ وہ یہ اصول و ضوابط خود طے کرے گا۔ لیکن انسان جو فطری طور پر دو حصوں میں منقسم ہے یعنی مرد اور عورت کی تقسیم۔ پھر عملی زندگی پیشہ ورانہ اور طبقاتی تقسیم وجود میں لاتی ہے جس کی وجہ سے مفادات مختلف نہیں متضاد بھی ہو جاتے ہیں۔ ہر فرد آدم کی اولاد ہے لیکن حسب و نسب اور نسل کی تقسیم اس کے باوجود سامنے کی بات ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وہ انسانی معاشرہ جو تقسیم کی وجہ سے متضاد اور مختلف مفادات کا حامل ہو، وہ دنیا کو ایسا نظام دے سکتا ہے جو سب کے لیے یکساں مفید ہو اور سب کو انصاف مہیا کرے۔ ہرگز ممکن نہیں، نظام بنانے والا اپنے طبقہ کے لیے لازماً ڈنڈی مارے گا۔ لہٰذا اس کے بغیر چارہ نہیں کہ نظام یا کم از کم نظام کے بنیادی خدوخال اور اصول و ضوابط اس واحد خالق کی طرف سے دیے جائیں جس نے تمام انسانوں کی ارواح سے جنہوں نے یہ جسد اوڑھ کر دنیا میں جنم لینا تھا، ان سے یہ تسلیم کروالیا تھا کہ وہ یعنی اللہ ہی ان کا رب ہے۔ اس رب کے لیے ساری مخلوق ایک جیسی ہے اور جزا و سزا کا معاملہ اس نظام کی دلی آمادگی کی قبولیت یا انکار کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔

اللہ رب العزت نے دنیوی اور اُخروی کامیابی حاصل کرنے کے لیے اصول و ضوابط اپنی آخری اور حتمی کتاب قرآن مجید اور آخری نبی اور رسول محمد ﷺ کے ذریعے انسانوں کو فراہم کر دیے۔ دورِ نبوت اور خلافت راشدہ میں ان اصولوں اور ضوابط کو عملی شکل دے کر ایک ایسی بے مثل فلاحی ریاست قائم کی گئی جس کی نظیر نہ ماضی میں ملتی ہے، نہ آج تک پیش کی جاسکی ہے۔ آج کا اہم ترین سوال یہ ہے کہ ایک ایسے ملک جس میں مسلمانوں کی واضح اکثریت ہو لیکن اسلامی نظام قائم نہ ہو، ایسے ملک کو اسلامی فلاحی ریاست میں کیسے تبدیل کیا جائے؟ پاکستان کے حوالہ سے دیکھا جائے تو کئی اسلامی جماعتیں اس دعویٰ کے ساتھ میدان میں اُتریں کہ وہ انتخابات میں کامیاب ہوکر پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست میں تبدیل کر دیں گی۔ لیکن نہ صرف یہ کہ وہ بری طرح ناکام ہوئیں بلکہ انتخابی منشور میں اپنا اپنا اسلام پیش کرنے کی وجہ سے ملک میں تفرقے اور انتشار کا اضافہ ہوگیا اور اگر یہ کہا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ پے در پے شکستوں کی وجہ سے اسلامی جماعتیں ملکی معاملات میں بھی Irrelevant

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیمِ اسلامی کا ترجمان، نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

21 تا 27 صفر المظفر 1438ھ جلد 25
22 تا 28 نومبر 2016ء شمارہ 45

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67-اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638-
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہوگئیں۔ مسلمان ممالک میں نفاذِ اسلام کے لیے شدت پسندی اور اسلحہ کا استعمال تو انتہائی نقصان دہ ثابت ہوا۔ اس سے عالم کفر متحد ہوا اور مسلمانوں کا خون بے دردی سے بہایا گیا۔ گویا بیلٹ اور بلٹ کا نفاذ اسلام کے حوالہ سے ناکام ہونا ثابت کرنے کے لیے اب دلیل کی نہیں محض ساٹھ یا ستر سالہ تاریخ کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انفرادی اور اجتماعی سطح پر کوئی بھی معاملہ ہو ہمیں اپنا لائحہ عمل طے کرنے کے لیے اللہ کے پاک کلام اور نبی اکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ سے رہنمائی حاصل کرنا ہوگی۔ خصوصاً نفاذ اسلام کے معاملہ میں تو کسی اور طرف دیکھنا حماقت عظمیٰ ہے، یہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔ انسانی تاریخ میں کسی نظریہ کو یوں عملی شکل نہ دی گئی ہوگی جیسی دورِ نبوت اور دورِ خلافت راشدہ میں قرآنی نظریہ کو دی گئی۔

ہمیں اسلامی ریاست کے قیام کے لیے نبوی منہج کو غور سے دیکھنا ہوگا اور اسی طرزِ کار کو اور ترتیب کو اپنانا ہوگا۔ فرد کو دعوت اور پھر اسے اللہ کے احکامات خود پر نافذ کرنے کی تربیت دینا اور اسے اجتماعیت سے منسلک کرنا اور سمع و طاعت کا خوگر بنانا ہے۔ علاوہ ازیں ہر دستیاب فرد کو دین کا داعی بنانا تاکہ وہ معاشرے میں اس دعوت کو عام کرے۔ یہ اجتماعیت فرقہ واریت سے بالاتر ہوگی۔ کسی مسلک کی نہیں بلکہ دین کی دعوت دے گی۔ ایسی جماعت کا تشکیل پا جانا ہی کوئی آسان کام نہیں چہ جائیکہ یہ فوری طور پر پھلے پھولے۔ اس کے لیے نسلیں درکار ہوں گی۔ بہرحال جب یہ جماعت اپنا ہدف اسلامی انقلاب بتائے گی اور اچھی تعداد میں لوگ اس میں جمع ہو جائیں گے تو وقت کے حکمران جن کے مفادات موجود نظام سے وابستہ ہوں گے۔ وہ اس جماعت پر زبانی تنقید سے لے کر جسمانی تشدد پر اتر آئیں گے۔ یہ موقع کارکنوں کے امتحان کا ہوگا انہیں ہر قسم کی اشتعال انگیزی کا مقابلہ صبر و تحمل سے کرنا ہوگا' تشدد کا جواب تشدد سے ہرگز نہیں دینا ہوگا۔ جان و مال کی قربانی دینا ہوگی۔ پھر ایک وقت ان شاء اللہ ضرور آئے گا کہ تربیت یافتہ کارکنوں کی بہت بڑی تعداد اس جماعت کا اثاثہ بن جائے گی۔ اس مرحلہ پر دو وجوہات کی بنا پر جماعت کی قیادت کو اجتہاد کرنا پڑے گا۔ پہلی یہ کہ حضور ﷺ نے کفار سے کھلم کھلا جنگ کی تھی۔ اس لیے کہ حضور ﷺ کا مقابلہ کافروں سے تھا اور دوسری یہ ہے کہ اُس وقت قوت کے مراکز میں اور عوام کی طاقت میں اگرچہ فرق تھا لیکن بہت بڑا فرق نہیں تھا۔ مثلاً اسلحہ کی تعداد میں کمی بیشی کا فرق تھا، اس کی ہلاکت خیزی میں کوئی فرق نہ تھا جبکہ آج کی اسلامی انقلابی جماعت کا مقابلہ مسلمانوں سے ہی ہوگا، چاہے وہ نام ہی کے مسلمان کیوں نہ ہوں۔ علاوہ ازیں آج ریاست بہت قوت حاصل کر چکی ہے۔ اس کے پاس بہترین فضائیہ اور جدید ٹینک ہیں جبکہ عام آدمی بالکل نہتا ہے۔ لہٰذا مسلمان چاہے نام کے ہوں ان سے کھلم کھلا جنگ درست نہیں ہوگی۔ علاوہ ازیں قوت کے فرق کی وجہ سے یہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔ لہٰذا زمانے کے ارتقاء نے حکومتی قوت کا مقابلہ کرنے کے لیے جو جدید طریقے انسان کو سکھائے ہیں ان کو آزمانا ہوگا۔ مثلاً آغاز میں تنبیہی انداز میں جلسے، جلوس، ریلیاں نکالی جائیں۔ اس کا یہ فائدہ ہوگا کہ بڑی اور وسیع سطح پر عوام الناس کو معلوم ہوگا کہ یہ جماعت صرف اسلام کا نفاذ چاہتی ہے۔ یہ خود اقتدار کی خواہش مند نہیں۔ وقت کی حکومت کو برملا کہا جائے گا کہ اگر وہ حقیقی اسلام نیک نیتی سے نافذ کر دیں تو یہ انقلابی جماعت حکومت کو اپنا تعاون پیش کرے گی۔ فرض کریں وقت کی حکومت راہِ راست پر نہیں آتی تو پھر ایسے منکرات پر حکومتی اداروں کا گھیراؤ کیا جائے جو اسلام کے تمام مسالک میں منکرات شمار ہوتے ہیں۔ مثلاً فحاشی' سودی نظام' جوا اور سٹہ وغیرہ۔ اس موقع پر بھی کارکنوں کی طرف سے تشدد سے ہرگز ہرگز کام نہ لیا جائے بلکہ حکومتی تشدد کو برداشت اور صرف اپنا دفاع کریں گے۔ ایسے موقع پر وہ خاموش اکثریت جو اس جماعت کے خلوص و اخلاص' کارکنوں کے کردار، ان کے نظم وضبط اور اقتدار کی خواہش نہ ہونے کی وجہ سے پہلے ہی متاثر ہوگی۔ یہ ظلم و تشدد دیکھ کر میدان میں اُتر آ سکتی ہے اور آج کے دور میں عوام کے جم غفیر کا مقابلہ کرنے کی کوئی حکومت قوت نہیں رکھتی۔

پاکستان کی موجودہ صورت حال پر نگاہ ڈالیں تو صرف حکمران ہی نہیں موجودہ نظام سے مفادات حاصل کرنے والی ساری اشرافیہ وعظ و تبلیغ کی محفلوں کا زبردست خیر مقدم کرتی ہے اور کبھی کبھار ایسے اجتماعات میں خود بھی شریک ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ نماز، روزہ، حج، عمرہ میں حیران کن اضافہ ہی کیوں نہ ہو جائے ان کے مالی مفادات، ان کا سیاسی غلبہ رتی بھر متاثر نہیں ہوگا اور وہ ''اللہ توبہ'' کے ساتھ ساتھ من مانیاں بھی کرتے رہیں گے۔ کسی اسلامی جماعت کا انتخابات میں کامیاب ہو کر ملک میں اسلام نافذ کرنے کا خواب شاید صدیوں شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے' کبھی یہ کہا جاتا تھا کہ تمام اسلامی جماعتیں اگر متحد ہو جائیں تو پھر میدان ہاتھ آ جائے گا' لیکن ایم ایم اے کی صورت میں وہ بھی کوئی بڑی کامیابی حاصل نہ کر سکا۔ یہاں ایک اہم نکتہ مدنظر رہنا چاہیے کہ فرض کریں کوئی اسلامی جماعت یا اسلامی جماعتوں کا اتحاد انتخابات میں کامیاب ہو کر حکومت بنا لیتا ہے تب بھی حقیقی اور خیر القرون والے اسلام کا نفاذ آسان نہ ہوگا۔ اس لیے کہ انتخابات کے ذریعے حکومت کے صرف ایک ادارے یعنی اسمبلی میں تبدیلی آئی، قوت کے باقی مراکز مثلاً عدلیہ' فوج' پولیس اور سول سوسائٹی جوں کے توں رہے تو پھر وہی ہوگا جو مصر میں مرسی کے ساتھ ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اسلامی جماعتوں کے درمیان انتخابی اتحاد کی بجائے انقلابی اتحاد ہو یعنی وہ مذکورہ بالا منہج کو اختیار کرتے ہوئے اقتدار اور انتخاب کی سیاست پر دو حرف بھیج کر متحدہ طور پر انقلابی تحریک چلائیں تو امید ہے ان شاء اللہ وہ کامیاب و کامران ہوں گے۔ کیونکہ اس صورت میں قوت کے تمام مراکز اور تمام ریاستی ادارے اُن کے سامنے سرنڈر کر جائیں گے اور ایک ایسا ملک جس کی اکثریتی آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہونے کے باوجود غیر اسلامی نظام میں جکڑی ہوئی تھی ایک اسلامی فلاحی ریاست بن جائے گی اور اگر وہ خدانخواستہ دنیوی لحاظ سے کامیاب نہیں بھی ہوتے تب بھی اُخروی فلاح تو ہاتھ سے نہ جائے گی اور یہی مردِ مؤمن کی اصل آرزو اور خواہش ہونی چاہیے۔ گویا مردِ مؤمن کے لیے صرف اور صرف وِن وِن پوزیشن ہے، ناکامی یا خسارے کا کوئی سوال ہی نہیں۔

انقلابی جدوجہد میں

دعوت وتبلیغ کی اہمیت

امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید کی خصوصی تحریر

زیر بحث موضوع کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1۔ دین میں دعوت وتبلیغ کا مقام

2۔ انقلابی جدوجہد میں اس کی خصوصی اہمیت۔

آئیے، پہلے عمومی طور پر یہ جاننے کی کوشش کریں کہ ہمارے دین میں دعوت وتبلیغ کا مقام کیا ہے۔

1۔دعوت وتبلیغ کی اہمیت اور ضرورت

ہمارے دین میں دعوت وتبلیغ کا جو مقام ہے وہ کم از کم رفقاء تنظیم سے ہرگز مخفی نہیں ہے۔قرآن حکیم کے مطالعے سے دین کا جو تصور ہمارے سامنے آتا ہے جس کا خلاصہ ہے منتخب نصاب، اس کی رو سے دعوت و تبلیغ کوئی اضافی نیکی نہیں بلکہ نجات کی کم از کم شرائط میں شامل ہے۔قرآن حکیم جس صراط مستقیم کی ہدایت دیتا ہے اس کا خلاصہ سورۃ العصر میں نہایت جامعیت کے ساتھ آیا ہے۔ وہاں نجات کی جو شرائط بیان ہوئی ہیں اُن میں ایمان اور عمل صالح کے بعد تیسری شرط کے طور پر تواصی بالحق کا اور پھر تواصی بالصبر کا ذکر ملتا ہے۔

سورۃ العصر کا درس ہم نے ایک نہیں بیسیوں بار سنا ہے بلکہ ہم میں سے اکثر نے اس کا درس بھی دیا ہوگا۔ اس حوالے سے ہم سب خوب جانتے ہیں کہ سورۃ العصر میں بیان کردہ چاروں شرائط کے بغیر نجات ناگزیر ہیں۔ان میں سے کسی ایک کو بھی کم کرنے سے نجات کا معاملہ مشکوک ہو جاتا ہے۔حاصل کلام یہ کہ تواصی بالحق بھی نجات کی ناگزیر اور کم از کم شرائط میں شامل ہے۔تواصی بالحق قرآن حکیم کی ایک جامع اصطلاح ہے، اور اس کی تشریح وتعبیر قرآن مجید کے دوسرے مقامات کے حوالے سے جو ہمارے سامنے آتی ہیں وہ یہ ہے کہ اس میں دعوت وتبلیغ، وعظ ونصیحت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور شہادت علی الناس سب شامل ہیں۔

یہی تواصی بالحق کی اصطلاح سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی صورت میں ہمارے سامنے آتی ہے۔

﴿ یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْہَ عَنِ الْمُنْکَرِ ﴾

"بیٹا، نماز کی پابندی رکھنا اور (لوگوں کو) اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دینا اور بری باتوں سے منع کرتے رہنا"

سورۃ حٰم السجدہ کی آیت 33 میں یہی اصطلاح دعوت الی اللہ کی شکل میں جلوہ گر ہوتی ہے۔

﴿ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا ﴾

"اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے۔"

اسی دعوت الی اللہ کو مزید کھولا گیا سورۃ النحل کی آیت 125 میں کہ

﴿ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْہُمْ بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ ط ﴾

"(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی پسندیدہ طریقے سے ان سے مناظرہ کرو۔"

یہاں دعوت الی اللہ کے تین درجے معین کر دیے گئے۔یا یوں کہئے کہ دعوت کے دائرہ کار کو تین حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ایک حکمت اور فلسفے کی سطح ہے۔ پھر "موعظہ حسنہ" کا لیول (level) ہے یعنی دلپذیر اور دلنشین وعظ۔ اور پھر "جدال حسن" کا ہے یعنی بوقت ضرورت مجادلہ اور مناظرہ بھی دعوت الی اللہ میں شامل ہوگا۔ ان تین درجوں کی تشریح کی مجھے حاجت محسوس نہیں ہوتی، اس لیے کہ آپ حضرات ان کے بارے میں مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

تواصی بالحق کی اصطلاح کا ظہور سورۃ الحج کے آخری رکوع میں 'جہاد فی سبیل اللہ' کی شکل میں ہوا۔

﴿ وَجَاهِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِهَادِهٖ ﴾

"اور اللہ (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے"

اور جہاد کی اولین غرض وغایت شہادت علی الناس بیان ہوئی۔

﴿ لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِیْدًا عَلَیْکُمْ .... ﴾

"تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں"

اور یہ ہم سب جانتے ہیں کہ شہادت علی الناس یعنی لوگوں پر اتمام حجت قائم کرنے کے دو درجے ہیں۔ایک قولی شہادت ہے اور دوسرا عمل سے شہادت قائم کرنا ہے۔ اور ظاہر بات ہے کہ قولی شہادت سے مراد دعوت وتبلیغ ہی ہے!

معلوم ہوا کہ کسی بھی زاویے سے ہم مطالبات دین یا دینی ذمہ داریوں کا جائزہ لیں' دعوت وتبلیغ سے مفر نہیں ہے۔نجات کی کم سے کم شرائط میں بھی یہ شامل ہے۔ایمان کے عملی تقاضے یعنی جہاد فی سبیل اللہ میں بھی داخل ہے اور مطالبات دینی کی فہرست میں جہاد فی سبیل اللہ اور شہادت علی الناس کے حوالے سے یہ شامل ہے۔

اگرچہ دعوت وتبلیغ کے مقام اور اس کی اہمیت کے بیان میں مزید کچھ عرض کرنے کی حاجت نہیں ہے تاہم ایک اور حوالے سے بھی اس کی اہمیت کی جانب اشارہ غیر ضروری نہ ہوگا۔بطور یاد دہانی عرض ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے لازمی تقاضے کے طور پر بھی دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری اُمت مسلمہ پر عائد ہوتی ہے۔یہ دراصل ختم نبوت کا منطقی نتیجہ ہے۔دعوت وتبلیغ کی جو ذمہ داری پہلے انبیاء کرام ؑ ادا کرتے تھے وہ اب اس اُمت کو ادا کرنی ہے۔ رع "نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے۔"

نوعِ انسانی آسمانی ہدایت و رہنمائی کی ضرورت سے ابھی بے نیاز نہیں ہوئی، بلکہ روز بروز یہ ضرورت شدید تر ہو رہی ہے۔ سیدھی سی بات ہے کہ دعوت و تبلیغ اور شہادت علی الناس کا فریضہ اب اُمت کے ذمے ہے۔ چنانچہ سورۃ البقرہ میں امت کی تو غرضِ تاسیس ہی یہ بتائی گئی ہے کہ

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾

''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت معتدل بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور پیغمبر تم پر گواہ بنیں۔''

پھر سورۃ آلِ عمران میں اس کو مزید کھولا گیا:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾

''(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں، تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

گویا اس اُمت کو تو لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے۔ لوگوں تک اللہ کے دین کو پہنچانا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام کیے چلے جانا اُمت مسلمہ کا اولین اور نمایاں ترین فریضہ ہے۔ بقول شاعر ع ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف یہ کہ نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں یہ فرما کر ((فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ)) تبلیغ دین کی ذمہ داری اُمت کے کاندھوں پر منتقل کر دی تھی، بلکہ دعوت و تبلیغ کے کام کو عام کرنے کے لیے تشویق و ترغیب کے طور پر یہاں تک فرمایا کہ ((بَلِّغُوْا عَنِّيْ وَلَوْ آيَةً)) یعنی ''پہنچاؤ میری جانب سے خواہ ایک ہی آیت ہو۔'' یعنی کوئی شخص بھی اپنے آپ کو اس کام سے غیر متعلق محسوس نہ کرے بلکہ اپنی ذمہ داری سمجھے کہ اُسے اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق دعوت و تبلیغ کا کام سرانجام دینا ہے۔

اب تک کی بحث کا حاصل یہ ہے کہ ہم کسی بھی زاویہ نگاہ سے جائزہ لے لیں، اسی نتیجے پر پہنچیں گے کہ دعوت و تبلیغ کا کام کوئی اضافی نیکی نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے بنیادی دینی فرائض میں شامل ہے۔

اب ہم اپنے موضوع کے دوسرے حصے کی طرف آتے ہیں۔ یعنی انقلابی جدوجہد میں دعوت و تبلیغ کی خصوصی اہمیت!

2۔ انقلابی جدوجہد میں دعوت کی خصوصی اہمیت

اس ضمن میں بھی پہلے ہمیں مختصراً یہ جائزہ لینا ہوگا کہ کسی بھی انقلابی جدوجہد میں دعوت و تبلیغ یعنی اپنے نظریے کی اشاعت اور اس کے پرچار کی کیا اہمیت ہوتی ہے اور پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ انقلاب محمدی ﷺ یا انقلاب اسلامی میں اس کی خصوصی اہمیت کیا ہے!

دعوت انقلابی جدوجہد کا وہ ناگزیر مرحلہ ہے کہ جس کے بغیر کسی بھی انقلابی تحریک کا کامیابی سے ہمکنار ہونا تو دور کی بات اس وادی میں دو قدم چلنا بھی ناممکن ہے

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں ہر انقلابی جدوجہد بالعموم چھ مراحل سے گزرتی ہے۔ اگرچہ انقلابی مراحل کا یہ تصور ہم نے سیرت نبویؐ سے اخذ کیا ہے لیکن یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کسی بھی انقلاب کے خواہ وہ کمیونسٹ انقلاب ہو یا فرانس کا، کسے باشد، یہی چھ مراحل ہوتے ہیں۔ یعنی (1) دعوت (2) تنظیم (3) تربیت (4) صبر محض (5) اقدام اور (6) مسلح تصادم۔ ان چھ مراحل سے گزر کر اگر انقلاب کامیابی سے ہمکنار ہو جائے تو پھر توسیع انقلاب کا مرحلہ آتا ہے، جسے آپ ساتواں مرحلہ شمار کر سکتے ہیں۔

ان انقلابی مراحل میں دعوت کا مرحلہ سب سے مقدم ہے۔ ہر انقلاب کی بنیاد میں کوئی انقلابی نظریہ کارفرما ہوتا ہے۔ اس کی دعوت و تشہیر سے انقلابی جدوجہد کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ یہ وہ پہلی سیڑھی ہے کہ اسے نظر انداز کر کے کوئی انقلابی جدوجہد آگے نہیں بڑھ سکتی۔ اس لیے کہ باقی تمام مراحل کا انحصار اسی ایک مرحلے پر ہے۔ دعوت ہی کے ذریعے وہ افراد میسر آئیں گے جنہیں آپ تنظیم و تربیت کے مراحل سے گزار کر ان کے ذریعے ایک انقلابی جماعت تشکیل دے سکیں گے۔ اقدام اور مسلح تصادم کی نوبت تو بہت بعد میں آئے گی۔ مارکس کی فکر کو پھیلانے اور عام کرنے والے اگر فعال کارکن موجود نہ ہوتے تو کمیونسٹ انقلاب کی طرف ہرگز کوئی پیش قدمی ممکن نہ ہوتی۔

نبی اکرم ﷺ کی سیرت مطہرہ کی طرف جب ہم رجوع کرتے ہیں تو آپؐ کی انقلابی جدوجہد کا نقطۂ آغاز بھی دعوت کا مرحلہ تھا۔ آپؐ کی سیرت میں تو ہمیں اس مرحلے کے تفصیلی خطوط ملتے ہیں اور اس میں ہمارے لیے رہنمائی کا وافر سامان موجود ہے۔

بالکل آغاز ہی میں ﴿يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ① قُمْ فَاَنْذِرْ ② وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ③﴾ ''اے (محمدؐ) جو کپڑا لپیٹے ہو، اُٹھو اور ڈراؤ یا خبردار کرو اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو۔'' کے اجمالی حکم کے بعد دعوت کے سلسلے میں سب سے پہلا تفصیلی حکم یہ آیا ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء:214) ''خبردار کرو اپنے قریبی رشتہ داروں کو'' یہ گویا دعوت کے مرحلے کا پہلا قدم ہے۔ پھر حکم ہوا ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ O﴾ (الحجر:94) یعنی ''خوب کھول کر سنا دو جس کا تمہیں حکم ہوا اور مشرکوں کی پروا مت کرو''۔ اب آپؐ کی دعوت رشتہ داروں کی حدود سے نکل کر پورے مکے پر محیط ہو جاتی ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ انقلابی جدوجہد کے اس ابتدائی مرحلے میں نبی اکرم ﷺ پر ایمان لانے والا ہر شخص خود داعی بن جاتا ہے۔ حالانکہ ابتدائی مکی سورتوں میں ایسا کوئی حکم نہیں ملتا جس کی رو سے عام مسلمانوں کے لیے بھی دعوت و تبلیغ کو ضروری قرار دیا گیا ہو۔ لیکن امر واقعہ یہی ہے کہ جو شخص بھی ایمان قبول کرتا خود داعی اور مبلغ بن جاتا تھا۔ یہ دراصل اس انقلابی مرحلے کا فطری تقاضا تھا جسے ہر شخص محسوس کرتا اور اس کام میں ہمہ تن مشغول ہو جاتا تھا۔ اگر یہ دعوتی کام نہ ہوتا تو اگلے مراحل کا امکان ہی پیدا نہ ہوتا۔

معلوم ہوا کہ ہر انقلابی جدوجہد کا یہ وہ ناگزیر مرحلہ ہے کہ جس کے بغیر کسی بھی انقلابی تحریک کا کامیابی سے ہمکنار ہونا تو دور کی بات اس وادی میں دو قدم چلنا بھی ناممکن ہے۔

اب میں اپنی گفتگو کے آخری حصے کی طرف آ رہا ہوں اور وہ یہ کہ انقلاب محمدی یا اسلامی انقلاب کی خاطر جدوجہد کرنے والے افراد کے لیے دعوت و تبلیغ کے اس مرحلے کی خصوصی اہمیت کیا ہے!

ایک اسلامی انقلابی جماعت کے کارکن کے لیے جن اوصاف سے متصف ہونا اور جن ہتھیاروں سے مسلح ہونا ضروری ہے اُن میں ایک ہے ایمان اور دوسرا ہے عمل صالح۔ اگر ایمان اور عمل صالح کی تھوڑی بہت پونجی انسان کے پاس نہیں ہے تو اول تو وہ اس راہ کی طرف آئے گا نہیں اور اگر آیا بھی تو ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ﴾ کی عملی تصویر بن کر رہ جائے گا اور اپنے کردار سے اس اسلامی انقلابی جماعت کو بدنام کرنے کا باعث بنے گا۔

لیکن اس مفروضے سے قطع نظر کہ کوئی ایمان اور عمل صالح کی پونجی کے بغیر بھی اس راہ میں قدم رکھ سکتا ہے، یہ امر واقعہ ہے کہ جو شخص بھی خلوص کے ساتھ کسی انقلاب اسلامی کی جدوجہد میں شریک ہوتا ہے، وہ ایمان اور عمل صالح کی کچھ نہ کچھ پونجی لے کر آتا ہے۔ اس پونجی کے بغیر اسلامی انقلابی جدوجہد ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتی۔ یہ خصوصی معاملہ صرف اسلامی انقلاب کا ہے، دیگر کسی انقلاب کے لیے یہ شرط مفروض کرنا ضروری نہیں ہے۔

لیکن ایک عجیب اور قابل غور بات یہ ہے کہ ایمان اور عمل صالح کی اس پونجی میں اضافے کا سب سے مؤثر اور سنت رسول ﷺ سے قریب تر طریقہ یہ ہے کہ انسان دعوت وتبلیغ کا کام شروع کر دے۔ اس عمل کا دوطرفہ نتیجہ ظاہر ہوگا۔ ایک طرف تو اس انقلابی جدوجہد کی رفتار میں اضافہ ہوگا۔ دوسری طرف اگر انسان فی الواقع مخلص ہے تو نہ صرف یہ کہ اس کے ایمان میں بتدریج اضافہ ہوتا چلا جائے گا بلکہ اس کے اعمال کی اصلاح بھی ساتھ ہی ساتھ ہوتی چلی جائے گی۔ اس لیے کہ دعوت کے نتیجے میں لوگوں کے طعنے سننے پڑیں گے۔ استہزاء کا سامنا ہوگا۔ مختلف حوالوں سے داعی کا قافیۂ حیات تنگ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور اس کے نتیجے کے طور پر از خود اللہ کی طرف رجوع بڑھے گا۔ ((اَللّٰهُمَّ اِلَيْكَ اَشْكُوْا ضُعْفَ قُوَّتِيْ وَقِلَّةَ حِيْلَتِيْ وَهَوَانِيْ عَلَى النَّاسِ))...... ''اے اللہ (کہاں جاؤں، کہاں فریاد کروں) تیری ہی جناب میں فریاد لے کر آیا ہوں اپنی قوت کی کمی اور اپنے وسائل وذرائع کی کمی اور لوگوں میں جو رسوائی ہو رہی ہے اُس کی'' والی کیفیت پیدا ہوگی' اللہ کے ساتھ چمٹنے کی کیفیت بڑھ جائے گی۔ گویا راہ حق میں پیش آنے والی ابتلائیں اور آزمائشیں انسان کے ایمان میں اضافے کا موجب بن جائیں گی۔ سورۃ الاحزاب کی یہ آیت اس پر نص قاطع ہے۔

﴿وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۡ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا (۲۲)﴾

''اور جب مومنوں نے (کافروں کے) لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے پیغمبرؐ نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے پیغمبرؐ نے سچ کہا تھا اور اس سے ان کا ایمان اور اطاعت اور زیادہ ہوگئی۔''

ایمان میں اضافہ عمل صالح کی راہ ہموار کرے گا اور ویسے بھی جب انسان دوسروں کو دعوت دے گا تو دوسرے لوگ اس پر نکتہ چینی کر کے اس کی عملی خامیوں کی نشاندھی کریں گے اور اگر وہ واقعتاً مخلص ہوا تو لامحالہ اپنے اعمال کی اصلاح کرے گا۔

اور اس طرح دعوت وتبلیغ کے نتیجے میں انسان کے ایمان اور عمل صالح کی پونجی میں اضافہ ہوگا اور یہ اضافہ اس انقلابی جدوجہد کو سرکرنے کا باعث بنے گا۔ یہ ہے انقلابی جدوجہد میں دعوت وتبلیغ کی وہ خصوصی اہمیت جس پر ہمیں خصوصی توجہ دینی چاہیے۔

اَقُوْلُ قَوْلِيْ هٰذَا وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِيْ وَلَكُمْ وَلِسَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

☆☆☆

پریس ریلیز 18 نومبر 2016ء

طیب اردگان نے مغرب کو دہشت گردوں کا سہولت کار قرار دے کر جرأت مندی کا مظاہرہ کیا ہے

سندھ اسمبلی نے قانون منظور کر کے غیر مسلموں کے مسلمان ہونے میں زبردست رکاوٹ پیدا کر دی ہے

ہمارے حکمران ایسے قوانین کی منظوری سے اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں

حافظ عاکف سعید

طیب اردگان نے مغرب کو دہشت گردوں کا سہولت کار قرار دے کر جرأت مندی کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ ترکی کے صدر طیب اردگان مسلمان حکمرانوں میں واحد شخصیت ہیں جنہوں نے فلسطینیوں کو اُس وقت خوراک اور ضروریات زندگی پہنچانے کے لیے اپنا جہاز روانہ کیا تھا جب ہر طرف سے اُن کا محاصرہ کیا جا چکا تھا۔ اور وہ سخت مشکلات کا شکار تھے۔ اُنہوں نے کہا کہ ترکی واحد ملک ہے جہاں پاکستانیوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ سندھ اسمبلی نے ایک قانون منظور کر کے غیر مسلموں کے مسلمان ہونے میں زبردست رکاوٹ پیدا کر دی ہے۔ جس کے مطابق 18 سال سے کم عمر غیر مسلم اگر مسلمان ہوگا تو اُس کے اسلام لانے کو تسلیم نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی بالغ مرد یا عورت اپنے مذہب کو ترک کر کے مسلمان ہو گیا ہوگی تو اُس کا یہ اعلان 21 دن تک تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک ایسا ملک جو اسلام کے نام پر بنا تھا اُس میں ایسے قانون کی منظوری نہ صرف سندھ اسمبلی بلکہ پوری قوم کے لیے باعث شرم ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہمارے حکمران ایسے قوانین کی منظوری سے اللہ کے غضب کو دعوت دے رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اللہ ہمیں ہدایت دے اور ہم پر رحم فرمائے۔ اور ہمیں توفیق دے کہ پاکستان کو ایک حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے جدوجہد کریں۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی)

از مغزِ دو صد خر......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

امریکی صدارتی انتخابات نہایت غیر متوقع نتائج دے کر مکمل ہوئے۔ گدھا ہار گیا۔ ہاتھی جیت گیا! ہاتھی (ری پبلیکن پارٹی کا انتخابی نشان) کی جیت معنی خیز بھی ہے اور اسم با مسمّٰی بھی...... ٹرمپ کی جیت سے امریکہ کے دکھانے کے دانت گر گئے، اب بصورت ٹرمپ کھانے کے دانت نکوس رہا ہے۔ ٹرمپ اور ہیلری کا فرق بھی یہی تھا! ہیلری امریکہ کا سوفٹ امیج تھا اگرچہ حقیقت تو فی نفسہٖ ایک ہی تھی۔ گدھوں کے دور میں (معاف کیجیے...... گدھا ڈیموکریٹس کا انتخابی نشان ہے) اوباما یا ہیلری کی ڈو مور کی تلوار سدا ہمارے سر پر رہی۔ شام میں کیمیائی حملے اور مسلم خون کی بہتی ندیوں میں کونسی کمی کی گئی۔ بس فرق صرف اتنا ہے کہ ٹرمپ امریکہ کا حقیقی چہرہ ہے جو مسلمانوں سے اپنی ضد اور نفرت پر خوبصورت مسکراہٹ کا پردہ نہیں ڈالتا۔ یہ بھی دیکھ لیجیے کہ ٹرمپ کی جیت پر انتہا پسند ہندو خوشی سے بغلیں بجا رہے ہیں! امریکہ میں بھی ٹرمپ کے ووٹر، سپورٹر یہی ہندو لابی رہی۔ ان انتخابات میں انتہا پسند سفید فام تنظیم کلو کلس کلین (KKK) نے کھل کر ٹرمپ کا ساتھ دیا۔ ان کا بنیادی نظریہ یہ ہے کہ امریکہ سفید فام عیسائیوں کا ملک ہے جس میں کالوں، بھوروں، پیلوں کی کوئی گنجائش نہیں۔ سفید نسل کی برتری کے علم بردار یہ امریکی، دیگر کے خلاف متشدد کارروائیوں میں بھی ملوث رہے۔ اب ٹرمپ کی جیت پر ان کے سابقہ لیڈر ڈیوڈ ڈیوک نے کہا کہ ''یہ رات میری زندگی کی نہایت دل خوش کن راتوں میں سے ایک ہے''۔ دسمبر میں یہ نارتھ کیرولینا میں جشنِ فتح منائیں گے۔

ٹرمپ امریکہ کا مودی ہے۔ واقعی قربِ قیامت ہے۔ امریکی انتخابات کے دوران، پوری دنیا پر حکمرانی کے دعوے دار ملک میں امید واروں کے مابین اخلاقی گراوٹ، زبان و بیان، سکینڈلز کی بھرمار، اربوں لٹائے گئے ڈالر ان کے سیرت و کردار کا ایک بھیانک عکس ہیں۔ امریکی ووٹر نے گلوبل ویلج کا جو نیا چودھری منتخب کیا ہے۔ کیا یہ المیہ نہیں کہ نہ تو وہ سیاست و حکمرانی کے تجربے کا حامل ہے، نہ مدبر سیاست دان، نہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے۔ علم و دانش کے اعتبار سے بمشکل درمیانے درجے کا شخص ہے۔ یہ کہیئے کہ ایک کامیاب پراپرٹی ڈیلر اور بزنس مین ہے۔ اس کے بزنس میں امریکہ اور دنیا کی سطح پر مقابلہ ہائے حسن منعقد کروانے والی کمپنی بھی رہی ہے! مس امریکہ اور مس یونیورس کے جھنڈے گاڑنے والی، پے در پے تینوں بیویاں شوبز اور ماڈلنگ سے متعلق رہیں...... انتخابی دوڑ کے آخری حصے میں شرمناک ہولناک فحش تصاویر اور تقاریر کی بھرمار رہی۔ بڑے بڑے امریکی اخباروں میں جو شائع ہوا...... لب پہ آ سکتا نہیں! جنگوں کی ماری دنیا...... مظلوم انسانوں کی آسمان سے چھوتی آہیں اور کراہیں...... ادھڑی ہوئی چیتھڑا لاشوں میں بدلتی انسانیت، مہاجروں کے در بدر ریلے، جابر، بدعنوان لیڈروں تلے سسکتے ملکوں ملکوں کے عوام۔ ان پر حکمرانی کرنے کو حد درجے غیر ذمہ دارانہ رویے کا حامل ٹرمپ؟ ایٹمی بٹن اس کے ہاتھ میں؟ الٰہی خیر!

بقول سینیٹر ٹام کاٹن کے ٹرمپ ایک سخت (ٹف) آدمی ہے۔ اس کی اولین ترجیحات میں واٹر بورڈنگ ہے۔ یہ پانی میں ڈبو ڈبو کر ٹارچر، اذیت سے گزارنے کا وہ طریقہ ہے جو گوانتانامو بے کے قیدیوں پر آزمایا گیا۔ جس پر لے دے بھی ہوئی۔ تاہم سینیٹر کاٹن کے نزدیک ''اس میں کوئی حرج نہیں۔ بحیثیت صدر کے ٹرمپ کو سخت انداز اپنانا ہوگا''۔ ٹرمپ نے نہ صرف ڈبکیوں کی نیت ظاہر کی بلکہ کہا کہ ''بلکہ اور بھی بہت کچھ''...... (Hell of a lot more)۔ سو دنیا کو ابھی نجانے اور کیا کچھ دیکھنا ہے۔ روس اور بھارت کی خوشی بلا سبب تو نہیں۔ شام میں روس کا کردار، بھارت کے کشمیر میں مظالم اور پاکستان کے خلاف مذموم عزائم اب ٹرمپ کے ساتھ مل کر مزید کیا ستم ڈھائیں گے؟ اللہ پناہ میں رکھے! اب امریکہ عین اس دور میں لوٹ گیا ہے جہاں یورپ سے جرائم پیشہ چور اچکے بدمعاش یہاں لا بسائے گئے تھے! اب یہی طبقہ ایوان اقتدار میں ہوگا! امریکہ میں میڈیا کی پیش گوئیاں، بڑے بڑے اداروں کے سروے، علم و دانش کے بزرجمہروں کے تجزیے سب امریکہ کے قوم پرست انتہا پسندوں، کم تعلیم یافتہ مرد و زن نے الٹ کر رکھ دیئے۔ وہ طبقہ جو اوباما (یعنی ایک سیاہ فام امریکی) کو ہضم نہ کر پایا تھا، اندر ہی اندر جلتا کڑھتا رہا۔ اوباما نے اپنی غیر معمولی ذہانت، صلاحیت، زبان و بیان پر قدرت کے ہاتھوں یہ مقام حاصل کیا تھا جو سفید فام امریکہ کے ایک حصے کے لیے تکلیف دہ امر تھا۔ ہیلری امریکہ میں صدارتی امیدوار کے لیے نامزد ہونے والی پہلی عورت تھی۔ ووٹرز نے اسے بھی لائقِ ترجیح نہ جانا۔ جس طرح برطانیہ کا یورپی یونین سے نکلنے کے حق میں ووٹ برطانوی کم تعلیم یافتہ آبادی کا انتخاب تھا، وہ برطانیہ کے بڑے شہروں کی باشعور تعلیم یافتہ آبادی کے لیے ایک جھٹکا تھا جس سے وہ اب تک نکل نہیں پا رہے۔ عین وہی کیفیت اب امریکہ پر طاری ہے!

جمہوریت؟ بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں کرتے! اور یہ ''کہ از مغز دو صد خر فکر انسانے نمی آید''...... پیامِ مشرق میں اقبال تو کہہ گئے تھے: ''کم عقل لوگوں سے مشکل معنی پوچھتے ہو...... اور چیونٹیوں سے سلیمان علیہ السلام کی ذہانت کی توقع کرتے ہو...... مغرب کے جمہوری نظام سے دور رہو، یہ تمہیں مستقلاً غلام بنا دے گا۔ اس لیے کہ دو سو گدھوں کا دماغ مل کر ایک انسان کے برابر نہیں سوچ سکتا''۔ یہ موازنہ اب تجزیوں میں ہو رہا ہے کہ ایک نائن الیون (11 ستمبر) نے امریکہ کی چولیں ہلا دی تھیں...... اور ایک اب نائن الیون یعنی 9 نومبر نے امریکی جمہوریت کو یہ دن دکھایا ہے۔ غیر متوقع نتائج سے ڈالر گر پڑا۔ سٹاک مارکیٹیں ڈھے گئیں۔ درجنوں امریکی شہروں، یونیورسٹیوں میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ ٹرمپ کے پتلے بھی جلائے گئے۔ جمہوری گدھوں (بقول اقبال) نے مل کر ٹرمپ جتا دیا۔ یہ عجب اتفاق ہے کہ 11 ستمبر بابائے قوم محمد علی جناح سے بھی منسوب ہے اور 9 نومبر علامہ اقبال سے! (جن کی چھٹی دیتے وفاقی، پنجاب و پختونخوا حکومت گھگھیا گئی!) اب یورپی یونین بھی ناخوش ہے۔ امریکہ میں مسلمان الگ سراسیمہ بیٹھے ہیں۔ غرض ایک صفِ ماتم بچھی ہے ہر طرف۔ ایک مرتبہ پھر امریکہ کی باخبری جھنجھوڑی گئی ہے۔ خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں، وہ بے خبر نکلے! یہ نائن الیون امریکہ کے لیے بہت بڑی تبدیلی کا پیش خیمہ بن سکتا ہے اگر امریکی اسٹیبلشمنٹ نے ٹرمپ کے انقلابی انتہا پسندانہ عزائم کو لگام نہ دی۔

ایک دلچسپ خبر یہ ہے کہ نتیجے کے اعلان کے ساتھ ہی وہ ریاستیں جہاں سے ٹرمپ جیتا تھا...... ان میں سے 3 ریاستوں میں مارجوآنا کے تفریحی استعمال کو قانونی تحفظ مل گیا ہے...... اور دیگر 3 میں طبی استعمال فوری طور پر قانونی قرار پا گیا ہے۔ توقع کی جا رہی ہے کہ چرس و دیگر منشیات فروغ پائیں گی۔ گویا ٹرمپ کی کامیابی کی رات،

چرس کی فتح کی رات بھی بن گئی۔ خصوصاً کیلی فورنیا، بہت بڑی ریاست ہونے کی بنا پر ایک بڑی آبادی کے لیے چرسی سہولیات فراہم کرے گی! دنیا پر چرس کو کوین کی حکومت ہوگی! (امریکہ کو لگتا ہے مظلوموں کی آہ جا لگی ہے!)

پاکستان نے ٹرمپ کو خیرسگالی مکھنی پیغامات ارسال کردیئے ہیں...... تجزیے جاری ہیں کہ ٹرمپ پاکستان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا! اگرچہ جو ہمارے اپنے پاکستان کے ساتھ کرتے رہے اور کر رہے ہیں وہ کسی ٹرمپ کے بس کا روگ نہیں! کالا باغ ڈیم کا نہ بننا، ملک کے تمام تر ترقیاتی منصوبوں کی بربادی، دریاؤں کے پانی کی کمیابی، بجلی گیس کا بحران، صنعتی ترقی کا زوال، کرپشن کے ہاتھوں کھوکھلی معیشت، الطاف حسین جیسے سیاسی لیڈروں کے ہاتھوں ملک کی شہ رگ کا ڈیڑھ دہائی یرغمال بنے رہنا کس بنا پر تھا......؟ ہم اپنے دشمن خود ہی کافی ہیں! ٹرمپ کو زحمت کیا دیں گے۔ پرویز مشرف کی ہوش ربا دولت اور بیرونِ ملک بینک اکاؤنٹس کی جو تفصیل اب سامنے آئی ہے۔ (اگرچہ ابتداً 2012ء میں آئی تھیں مگر تردید کر دی گئی تھی) تصدیق کرتے ہوئے پرویز مشرف نے شاہ عبداللہ کی جانب سے ملنے والے بہت بڑے مالی تحفے کا اقرار فرمایا ہے۔ اربوں کے مالک اور لندن، دبئی میں جائیداد مزید...... لیکن بوٹوں والی سرکار ہونے کی بنا پر انہیں استثناء حاصل ہے۔ کس میں جرأت ہے کہ پوچھے ہم سے ''دولت'' کا جواز...... سو فرماتے ہیں کہ میرا ضمیر صاف ہے کہ ایک پائی کی بھی کرپشن نہیں کی...... یعنی دامن پہ کوئی چھینٹ نہ ضمیر پہ کوئی داغ! یہ کراماتی کرپشن فری مال سازی فارمولا اگر وہ بتا دیں تو شاید قومی خزانے کی کس مپرسی بھی دور ہو سکے! لیبیا کے مردِ آہن معمر قذافی کے 200 ارب ڈالر چھوڑ کر خالی ہاتھ سیوریج کی پائپ میں پڑے مر جانا عبرت اندوزی کا کوئی سبق نہ دے سکا! پناہ بخدا۔ بلاشبہ دجال کی آمد اب دور نہیں۔ زر و مال جہاں کی خدائی کی انتہا ہیں۔ اقدار و کردار کی گراوٹ کا عالم! کہ امریکی صدر کے انتخاب کی خبر کے ساتھ ہی اس کو حاصل مالی مراعات شان و شوکت، عیش و راحت کے تذکرے پر مبنی خبریں زیادہ ہیں۔ کہاں پیوند زدہ لباسوں کے ساتھ انسانیت کی فلاح پر مامور، خوفِ آخرت رب کے حضور پیشی پر لرزتے ہماری زریں خلافت کے نمونے اور درویش صفت، فاتح سپر پاورز ملا عمر...... اور کہاں جمہوری بادشاہ! چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک۔

☆☆☆

قابل غور

ہم گناہ کیوں کرتے ہیں؟

محمد عثمان

......ایک لڑکی نے اپنی والدہ سے کہا: امی میں نے پردے کی اہمیت پر ایک کتاب پڑھی تو خیال ہوا کہ پردہ کرنا چاہیے اس لیے میں نے برقع بنالیا تھا۔ جب میں برقع سی رہی تھی تو خاوند نے بڑی ناپسندیدگی سے کہا کہ برقع کیوں بنا رہی ہو مت بناؤ۔

میں نے سوچا کہ ایسے ہی کہہ رہے ہیں جب پہن لوں گی تو کچھ نہیں کہیں گے لیکن کل جب میں برقع پہن کر ان کے ساتھ آپا کے ہاں گئی تو پورے راستے ان کا منہ بنا رہا، آپ کے ہاں بھی مجھ سے بات نہ کی اور رات گھر آنے کے بعد بھی نہیں بولے، صبح دفتر جاتے وقت کہہ گئے ہیں کہ اگر میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو آئندہ برقع نہ پہننا۔ رابعہ نے سارا قصہ اپنی والدہ کو سنانے کے بعد برقع ان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا امی آپ برقع طاہرہ باجی کو دے دیجیے گا، میں اپنے شوہر کو ناراض نہیں کر سکتی۔

......اسی طرح ایک دوست نے اپنے دوست سے کہا: کیا بات ہے فیصل تم نے تو داڑھی رکھ لی تھی اب منڈوا کیوں دی؟ عمیر نے اپنے دوست کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ہاں یار رکھی تو تھی مگر جہاں میری منگنی ہوئی ہے ان لوگوں کا اصرار ہے کہ شادی سے پہلے داڑھی منڈوا دیں بصورت دیگر ہم منگنی توڑ دیں گے، لہٰذا میں نے داڑھی منڈوا دی، کیا کریں یار شادی بھی تو کرنی ہے۔

......اسی طرح ایک لڑکا اپنے ماموں سے مخاطب ہو کر کہتا ہے: ماموں جان امی بتا رہی تھیں کہ آج کل آپ اپنے مکان کی بالائی منزل تعمیر کروا رہے ہیں اور اس کے لیے آپ نے بینک سے سود پر قرض حاصل کیا ہے۔ ہاں آج کل میں اسی کام میں لگا ہوا ہوں تاکہ جلد سے جلد اوپر کی منزل مکمل ہو جائے۔ لیکن ماموں جان آپ کا مکان تو بہت کشادہ ہے اور آپ کے خاندان کے لیے کافی ہے پھر سود کا گناہ مول لے کر مزید تعمیر کیوں کروا رہے ہیں؟

اوپر کی منزل اس لیے بنوا رہا ہوں تاکہ کرائے پر دے سکوں، اس طرح ہر مہینے معقول رقم ملا کرے گی، تم جانتے ہو کاروباری حالات اچھے نہیں ہیں میں اتنے بڑے کنبے کی کفالت اتنی کم آمدنی سے نہیں کر سکتا پھر مجھے اپنی اولاد کو اعلیٰ تعلیم بھی دلوانی ہے جس کے لیے میری آمدنی ناکافی ہے۔

اس طرح کے بہت سے مکالمے ہم اپنے گرد و پیش میں سنتے رہتے ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ گناہوں کا ایک بڑا سبب دنیوی تعلقات ہیں۔ کوئی شوہر کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہے تو کوئی بیوی کی وجہ سے، کوئی اولاد کی وجہ سے جہنم کی آگ کو قبول کر رہا ہے تو کوئی دوستوں کی وجہ سے۔ لیکن یاد رکھیں کہ یہ سب تعلقات دنیا میں ہی رہ جائیں گے کیونکہ آخرت میں یہ رشتے دار اور دوست کچھ بھی کام نہیں آئیں گے بلکہ ہر شخص کو اپنی ہی پڑی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے صاف صاف بتا دیا کہ ایک ایسا دن آنے والا ہے:

﴿يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ (٣٤) وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ (٣٥) وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ (٣٦)﴾ (سورۃ عبس)

''جس روز آدمی اپنے بھائی سے اور اپنی ماں سے اور اپنے باپ سے اور اپنی بیوی سے اور اپنی اولاد سے بھاگے گا (یعنی کوئی کسی کی ہمدردی نہ کرے گا)۔''

کیونکہ اس ہولناک دن کے آنے سے پہلے ہر شخص اپنی فکر کر لے اور خود کو جہنم کا ایندھن بننے سے بچا لے اور رشتے داروں کو راضی کرنے کی بجائے اپنے رب کو راضی کر لے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

خلقت وحيداً وامرت وحيداً وابعث وحيداً فمالي وللناس۔

یعنی ماں کے پیٹ میں جب میرا اللہ میری صورت بنا رہا تھا تو اس وقت اللہ کے سوا کوئی اور میرے ساتھ نہیں تھا اور جب میں مروں گا تو اکیلا ہی مروں گا اور جب قبر سے اٹھایا جاؤں گا تو اکیلا پھر لوگوں سے میرا کیا تعلق؟

❁❁❁

قارئین متوجہ ہوں

قارئین نوٹ فرمالیں کہ تنظیم اسلامی کے سالانہ اجتماع میں مصروفیات کے باعث ندائے خلافت کے آئندہ شمارہ کا ناغہ ہوگا۔ (ادارہ)

اِجتماعیت

مولانا محمد اسلم رحمۃ اللہ علیہ

اسلام اجتماعیت کا دین ہے، اس کے تقاضے اور احکام جنگلات کے گوشوں اور پہاڑوں کی غاروں میں پورے نہیں ہوسکتے، انہیں روبہ عمل لانے کے لیے اجتماعیت کی ضرورت ہے۔ نماز روزہ ہو یا حج اور زکوٰۃ، جمعہ اور عیدین ہوں یا جہاد اور حدودِ شرعیہ کا نفاذ، ان سب کے اندر کسی نہ کسی انداز میں اجتماعیت کار فرما ہے۔ اجتماعیت، مسلمانوں میں باہمی الفت ومحبت پیدا کرتی ہے۔ اجتماعیت کی وجہ سے دشمنانِ اسلام کے دلوں میں خوف پیدا ہوتا ہے اور وہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف قدم اٹھاتے ہوئے سو بار سوچتے ہیں۔ اجتماعیت اخلاق فاضلہ پیدا کرنے کے مؤثر وسائل میں سے ہے کیونکہ انسان کی فطرت ایسی ہے کہ وہ دوسروں کا اثر قبول کرتا ہے۔ جب وہ امت کے ساتھ جڑ کر رہے گا، اس کے اجتماعی معاملات میں دلچسپی لے گا، اجتماعات اور مجالس میں آنا جانا رکھے گا تو صلحاء اور صاحب اخلاق مسلمانوں کے اثرات ضرور قبول کرے گا اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرے گا۔ اجتماعیت کی وجہ سے بے چینی، پریشانی اور وساوس جیسے نفسیاتی امراض سے نجات حاصل ہوتی ہے کیونکہ متعدد بیماریاں ایسی ہیں جو الگ تھلگ اور کٹ کر رہنے کی وجہ سے جنم لیتی ہیں۔ بالخصوص انسان کو جب یہ احساس ہو کہ میرے ہم مذہب بھائی مجھے مشکل اور پریشانی میں اکیلا نہیں چھوڑیں گے تو یہ احساس اسے اندرونی طور پر مضبوط کردے گا۔ اجتماعیت کی وجہ سے انسان شیطانی حملوں سے بھی محفوظ رہتا ہے کیونکہ ''خانہ خالی را دیو می گیرد'' (ویران گھر پر شیطان قبضہ جمالیتا ہے) جبکہ جماعت کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ملامت کے ڈر سے یا نیک دوستوں کی صحبت کے زیر اثر برائی سے حفاظت ہو جاتی ہے، اجتماعیت کی وجہ سے لمحہ بہ لمحہ فرد اور معاشرہ بلکہ پورے عالم اسلام کو نئی قوت حاصل ہوسکتی ہے، اجتماعیت کی برکت سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اجتماعیت اختیار کرنے اور تفرقہ اور اختلاف سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ سورۃ آل عمران میں ہے: ''سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقہ فرقہ نہ ہو جاؤ اور اپنے اوپر اللہ کے احسان کو یاد کرو جب تم دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی پس تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے۔'' (آل عمران:103)

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب پورا خطۂ عرب حالتِ جنگ میں تھا۔ ایک قبیلہ دوسرے قبیلے سے برسرِ پیکار تھا۔ ہر شخص کی کسی نہ کسی سے دشمنی تھی، مکان اور زمین کی طرح اولاد کو جنگ اور دشمنی بھی وراثت میں ملتی تھی۔ ایک ایک جنگ سالہا سال تک جاری رہتی تھی۔ انتقام در انتقام کا سلسلہ رکنے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ قریب تھا کہ انسان آپس ہی میں لڑلڑ کر ختم ہو جاتا کہ اللہ نے اپنی حسین ترین مخلوق کو بچانے کے لیے رحمۃ للعالمین ﷺ کو ایک برق صفت کتاب دے کر بھیج دیا۔ اسی کتاب نے 23 سال کے مختصر عرصہ میں جزیرۃ العرب کی کایا پلٹ دی۔ سینے بغض وحسد سے پاک ہو گئے۔ محبت اور پیار کی مبارک ہواؤں نے ہر چھوٹے بڑے کو مست کردیا۔ کل کے دشمن آج کے دوست اور کل کے ڈاکو آج کے محافظ اور امین بن گئے۔ ایسا انقلاب آیا کہ چشم فلک نے آج تک نہیں دیکھا تھا۔ خود رب تعالیٰ نے اس معجزانہ محبت والفت کا تذکرہ فرمایا ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایک دوسرے کے لیے پیدا ہوگئی تھی۔

سورۃ الانفال میں ہے: ''اور ان کے دلوں میں محبت ڈال دی اگر آپ وہ سب کچھ خرچ کردیتے جو زمین میں ہے تو ان کے دلوں میں محبت نہیں ڈال سکتے تھے لیکن اللہ نے ان کے دلوں میں محبت پیدا فرما دی بے شک وہ غالب اور حکمت والا ہے۔'' (آیت:63)

قرآن کریم کے علاوہ مختلف احادیث میں بھی اجتماعیت پر زور دیا گیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔'' (ترمذی)

امت کی سطح کے علاوہ گھر، بستی اور محلے کی سطح پر بھی آپ ؐ نے اجتماعیت کی تاکید فرمائی ہے۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''جس بستی یا گاؤں میں تین افراد ہوں مگر وہ مل کر نماز ادا نہ کریں تو ان پر شیطان مسلط ہو جاتا ہے۔ پس تم جماعت کا اہتمام کیا کرو کیونکہ ریوڑ سے الگ ہو جانے والی بکری کو بھیڑیا کھا جاتا ہے۔'' (ابوداؤد)

عام مشاہدہ بھی یہی ہے کہ جو شخص جماعت کے ساتھ جڑا رہتا ہے وہ گمراہ ہونے سے بچا رہتا ہے لیکن جو تفرد کا عادی ہو جائے اور جماعت سے کٹ جائے، وہ بہت جلد گمراہ فرقوں کے ہتھے چڑھ جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں یہ بات بھی بٹھا دی تھی کہ اجتماعیت کی وجہ سے رزق میں بھی برکت ہوتی ہے، چنانچہ وہ کھانے پینے میں بھی اجتماعیت کا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم کھاتے ہیں مگر سیر نہیں ہوتے، آپ ؐ نے فرمایا: لگتا ہے کہ تم الگ الگ کھاتے ہو، ہم نے تسلیم کیا کہ واقعی ایسا ہوتا ہے۔ تو آپ ؐ نے فرمایا: ''کھانا مل کر کھایا کرو اور اس پر اللہ کا نام ذکر کرلیا کرو تمہارے کھانے میں برکت ہوگی۔'' (ابن ماجہ، ابوداؤد)

نبی پاک ﷺ کی اس بابرکت تعلیم کا تجربہ ہم میں سے ہر کسی کو ہوتا رہتا ہے کہ بسا اوقات مل کر کھانے سے تھوڑے سے کھانے میں اللہ تعالیٰ ایسی برکت پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ بہت سارے افراد کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

نماز جمعہ میں چونکہ مسلمانوں کی اجتماعیت کا خاص طور پر اظہار ہوتا ہے اس لیے نبی کریم ﷺ نے اسے چھوڑنے پر سخت وعید بیان فرمائی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر تشریف رکھتے ہوئے یہ فرماتے ہوئے سنا: ''لوگ جمعہ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ ان کے دلوں پر مہر لگادے گا پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے۔'' (صحیح بخاری)

امت اسلامیہ میں اجتماعیت کو پیدا کرنے اور باقی رکھنے کا مؤثر ترین نسخہ یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کو مضبوطی سے تھامیں رکھیں اور کسی حال میں بھی ان کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمہارے اندر دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، جب تک تم ان دونوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھو گے، ہرگز گمراہ نہیں ہوگے یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت۔'' (مؤطا امام مالک)

آج جو مسلمانوں میں انتشار اور افتراق دکھائی دیتا ہے تو دوسرے اسباب کے علاوہ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ مسلمانوں نے کتاب اللہ اور سنت نبوی سے منہ پھیر لیا ہے۔

دعوتِ دین کی محنت

قرآن وسنت کی روشنی میں

فرید اللہ مروت

دعوت دین کا مطلب ہے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور سچے دین کی طرف بلانا، تاکہ وہ اپنی زندگی دینِ حق کی روشنی میں بسر کریں اور دنیا وآخرت میں کامیاب ہو جائیں۔ دین کی دعوت ایک اہم فریضہ ہے۔ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف انبیاء ورسل کو بھیجا، تاکہ وہ لوگوں کو صراطِ مستقیم کی طرف دعوت دیں۔ اللہ تعالیٰ نے رسول بھیج کر اور آسمانی کتابیں نازل فرما کر لوگوں پر حجت قائم کر دی تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم تو جانتے ہی نہ تھے، ہمارے پاس تو کوئی خوشخبری سنانے والا یا عذابِ الٰہی سے خبردار کرنے والا آیا ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۚ﴾ (الحدید: 25)

’’ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا، اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (یعنی قواعد عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔‘‘

اللہ نے سلسلۂ رسالت افضل الرسل امام الانبیاء سید الکونین حضرت محمد ﷺ پر ختم کر دیا۔ آپؐ نے پیغامِ الٰہی کو لوگوں تک پہنچایا اور امانت کا حق ادا کر دیا۔ آپؐ نے امت کے ساتھ خیر خواہی کا حق ادا کر دیا۔ اللہ کی طرف سے امت کو خفیہ اور علانیہ دعوت دی۔ آپؐ نے دعوتِ حق کا فریضہ احسن طریقہ سے سرانجام دیا جیسا کہ پہلے انبیاء ورسل نے سرانجام دیا تھا۔ آپؐ نے راہِ حق میں صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا جیسا کہ پہلے رسولوں نے کیا تھا۔ بلکہ ان سے بڑھ کر اس راہ میں آمدہ تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے ذریعے اپنا دین غالب کر دیا۔ دینِ الٰہی کی تکمیل فرما کر اور اسے نقطۂ عروج پر پہنچا کر آپؐ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ آپؐ نے قرآن وسنت کی شکل میں دین وہدایت کا جو سرمایہ عنایت فرمایا ہے وہ اس قدر جامع، اس قدر کامل اور اس قدر واضح اور سہل ہے کہ اب نہ کسی نبوت اور رسالت کی ضرورت ہے، نہ کسی نئے دین کی۔

آپؐ کے بعد آپؐ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بارِ امانت کو اٹھا کر اس کٹھن راہ پر دیوانہ وار چل نکلے۔ دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے چہار دانگ عالم میں داعیانِ حق اور مجاہدین فی سبیل اللہ کی صورت میں پھیل گئے، اور راہِ خدا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروانہ کی اور پیغامِ خداوندی کو مسلسل لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ اللہ کا خوف دل میں رکھا اور اس کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ دینِ الٰہی کی نشرواشاعت کرتے رہے اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔ تاکہ لوگ شرعی احکامات کی پابندی کریں، حدود اللہ کا خیال رکھیں اور ان چیزوں سے رُک جائیں جو ان کے لئے دنیا و آخرت میں نقصان دہ ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بعد تابعین اور تبع تابعین رشد وہدایت کے امام صحابہ کرامؓ کے نقشِ قدم پر چلے۔ انہوں نے اس بارِ امانت کو اٹھایا اور صدقِ دل، صبر وتحمل اور خلوصِ نیت کے ساتھ اس کا حق ادا کیا، اور جو لوگ دینِ حق سے منحرف ہو گئے ان کے خلاف علمِ جہاد بلند کیا۔

ان گزارشات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ دعوتِ دین ایک اہم ترین فریضہ ہے اور امت ہر دور میں اس کی محتاج رہی ہے۔ دعوت وتبلیغ کی ذمہ داری ہر امتی پر عموماً اور ہر عالمِ دین پر خصوصاً عائد ہوتی ہے۔ آج ہم میں سے ہر ایک نے داعی بننا ہے اور حسبِ استطاعت دعوت وتبلیغ کا کام کرنا ہے۔ اس عظیم کام کے لئے جان ومال اور اوقات کی قربانی دینی ہے۔ کتاب وسنت میں دعوت الی اللہ کی فرضیت اور فضیلت کے متعلق بہت سے دلائل پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (۱۰۴)﴾ (آل عمران: 104)

’’اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے منع کرے۔ یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔‘‘

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِىَ اَحْسَنُ ۭ﴾ (النحل: 125)

’’(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے راستے کی طرف بلاؤ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو۔‘‘

﴿وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝﴾ (القصص: 87)

’’اور اپنے پروردگار کی طرف بلاتے رہو اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہونا۔‘‘

﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۾ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ﴾ (یوسف: 108)

’’کہہ دو میرا رستہ تو یہ ہے۔ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں (از روئے یقین وبرہان) سمجھ بوجھ کر اور میرے پیرو بھی۔‘‘

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝﴾ (حٰمٓ السجدۃ: 33)

’’اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں فرماں بردار ہوں۔‘‘

رسول اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ جملہ اہلِ اسلام کے لئے عموماً اور علمائے کرام کے لئے خصوصاً اسوۂ حسنہ ہے۔ سید المرسلین ورحمۃ للعالمین ﷺ خود دعوت وتبلیغ کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: ’’جس نے بھلائی کے کام کی طرف کسی کی رہنمائی کی اس کو بھلائی کا کام کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔‘‘ (صحیح مسلم)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا: ’’اللہ کی قسم! تمہارے ذریعے اللہ تعالیٰ اگر ایک شخص کو ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ بہتر ہے۔‘‘ (متفق علیہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ’’تو اہلِ علم یا طالبِ علم یا علم کی باتوں کو سننے والا بن جا، چوتھی کوئی صورت اختیار نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے۔‘‘ (سنن دارمی)

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جو شخص تم میں سے کسی منکر (برائی) کو دیکھے اسے چاہیے کہ وہ اس کو اپنے ہاتھ سے روکے (یعنی مٹا دے) سو اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے (اس کے خلاف بات کرے) اور اگر اس کی

استطاعت نہ ہو تو اپنے دل سے (اس کو برا جانے) اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (صحیح مسلم)

دعوت الی اللہ میں غفلت اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے فریضہ میں کوتاہی دنیا و آخرت میں تباہی کی موجب ہے۔ اس غفلت پر دعاؤں کی عدم قبولیت کی وعید ہے۔ اس فریضہ سے غفلت کے نتیجے میں ہلاکت وتباہی کو نبی اکرم ﷺ نے ایک مثال سے واضح فرمایا ہے۔

صحیح بخاری کی ایک حدیث کا مفہوم ہے۔ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے منع کردہ امور میں مداہنت کرنے والے اور ان کا ارتکاب کرنے والے شخص کی مثال یوں ہے کہ کچھ لوگوں نے ایک بحری جہاز میں بیٹھنے کے لیے قرعہ اندازی کی۔ کچھ لوگ اس کے نیچے کے حصے میں جمع ہو گئے اور کچھ اس کے اوپر کے حصے میں۔ پس ایک شخص جو اس کے نیچے کے حصے میں تھا، اوپر والوں کے پاس سے پانی وغیرہ لینے کے لیے گزرتا رہا تو انہوں نے اس کی تکلیف محسوس کی (اور ناگواری کا اظہار کیا) ردعمل میں اس نے کلہاڑا لیا اور جہاز کے نچلے حصے میں سوراخ کرنا شروع کر دیا، تاکہ اپنی پانی کی ضرورت پوری کر سکے۔ پھر وہ سب اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ تم نے میری (آمد و رفت کی وجہ سے) تکلیف محسوس کی تھی حالانکہ پانی حاصل کیے بغیر میرے لیے کوئی چارہ کار نہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اب اگر وہ اس کے ہاتھوں کو روک لیتے ہیں تو اس کو بھی بچالیں گے اور اپنے آپ کو بھی بچالیں گے، اور اگر اُسے اس کی حالت پر چھوڑ دیتے ہیں تو وہ بھی ہلاک ہو جائے گا اور باقی مسافر بھی ہلاک ہو جائیں گے۔

پس اسلامی معاشرہ ایک بحری جہاز کی مانند ہے اور اس میں برائی کا ارتکاب کرنا بحری جہاز کے نچلے حصے میں سوراخ کرنے کے برابر ہے، اور اس برائی کے خلاف جدوجہد نہ کرنا ایسا ہے جیسے کسی جہاز کو غرق ہو جانے کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

ان آیات واحادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو مسلمانوں کے اندر دعوت الی الخیر، امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور انذار (اللہ کے عذاب سے ڈرانے) کا کام کرے۔ دعوت حق تمام انبیاء و رسل کا فریضہ اور شعار رہا ہے۔ اب یہ فرض امت مسلمہ کے سپرد ہے کہ وہ پوری انسانیت کو معروف کا عامل بننے اور منکرات سے بچنے کا راستہ دکھائے۔ اسی مقصد کے لئے یہ امت برپا کی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تم (دنیا میں) بہترین امت ہو جسے لوگوں (کی ہدایت اور اصلاح) کے لئے میدان (عمل) میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔'' (آل عمران: 110)

اجتماع کو بابرکت کیسے بنائیں؟

ابو عبداللہ

اللہ تعالیٰ نے دعوت دین کے کام میں بڑی برکت رکھی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت اور اکابرین کی مخلصانہ محنت اور راتوں کی آہ وزاری کی برکات اور کام میں جڑنے والے ساتھیوں کی قربانی کا ثمرہ ہے۔ اس کام میں سالانہ اجتماعات کو بھی خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ اکابر کے ارشادات کے مطابق دعوتی اجتماعات عوام میں قبول حق کی استعداد پیدا کرتے ہیں۔ سالانہ اجتماع کہ جس میں پورے پاکستان سے لوگ شرکت کرتے ہیں، بڑی خیروں اور برکتوں کا ذریعہ ہے۔ اس ضمن میں جہاں اجر وثواب کے لحاظ سے بہت مواقع ہوتے ہیں وہاں غفلت کی وجہ سے بعض ایسے امور کا ارتکاب بھی ہو جاتا ہے جو باعثِ نقصان ہیں۔ جن کی طرف رفقاء کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

1۔ سفر میں آتے جاتے اپنے رفیقِ سفر کے ساتھ، راستے میں لوگوں کے ساتھ معاملات میں خوش معاملگی اور دوسروں کی راحت کا خاص خیال رکھا جائے۔ تھوڑی سی حق تلفی سے جوڑ کی بجائے توڑ کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

2۔ اجتماع پر آتے اور واپس جاتے ہوئے نمازوں کے اوقات کا خاص خیال رکھا جائے۔ دعا کے بعد اکثر رش کی وجہ سے ظہر کی نماز قضاء ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا پہلے سے ہی مناسب وقت کو مدّ نظر رکھ کر سفر کا آغاز کیا جائے اور مناسب جگہ گاڑی روک کر نمازوں کا اہتمام کیا جائے۔

3۔ نماز کے اہتمام میں یہ چند باتیں ملحوظ رکھیں۔ اجتماع گاہ کے راستوں میں اتصال کے لیے یا بعد میں آنے والے جو بھائی نماز پڑھیں تو وہ راستہ چھوڑ کر نماز ادا فرمائیں۔

4۔ استنجے، وضو اور طہارت کی جگہوں پر خاص طور پر ایک دوسرے کا اکرام کیا جائے۔ دھکم پیل اور بے اکرامی سے بچا جائے۔

5۔ انتظامیہ کی طرف سے ہر تنظیم اور ہر علاقے کی رہائش کا تعین کر دیا گیا ہے کہ کون سے علاقے اور تنظیم والے کہاں رہائش رکھیں گے۔ تاہم جگہ کے حصول کے لیے لڑنے جھگڑنے یا کسی ساتھی کی بے اکرامی سے بچنے کا ضرور خیال رکھنا چاہیے۔ تمام امور میں خوش اخلاقی اور خوش اسلوبی کا لحاظ ضروری ہے۔

6۔ بعض احباب عشاء کی نماز کے بعد گفتگو شروع کر دیتے ہیں جو کافی دیر تک جاری رہتی ہے۔ اس سے بعض ساتھی جو جلدی سونے کے عادی ہوتے ہیں ان کی نیند میں خلل واقع ہوتا ہے۔ لہٰذا اللہ کے مہمانوں کی راحت کا خاص خیال رکھا جائے۔

7۔ بعض ساتھی وضو، طہارت کے لیے غیر مقررہ جگہ پر پانی کا استعمال شروع کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے کیچڑ اور پھسلن ہو جاتی ہے جس سے ساتھیوں کے گرنے کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ اس سے بھی اجتناب کرنا چاہیے۔

8۔ پھل وغیرہ کھا کر چھلکے متعین جگہ پر ہی پھینکنے چاہئیں۔ عام راستے میں پھینکنے سے کسی ساتھی کے گرنے کا احتمال ہو سکتا ہے۔

9۔ اجتماع گاہ میں اوقات کو قیمتی بنانے کے لیے اجتماعی اور انفرادی اعمال کرنے چاہیے۔ جتنا ممکن ہو اوقات کو ذکر و تلاوت، نوافل اور ساتھیوں کو زیادہ سے زیادہ دعوت دینے میں گزارنا چاہیے۔ غیر ضروری گفتگو، اخبار بینی، سیاسی بحث ومباحثہ وغیرہ جیسے تمام غیر متعلقہ کاموں سے اجتناب کرنا چاہیے جن سے پوری اجتماع گاہ کی فضا مکدر ہو سکتی ہے۔

10۔ دورانِ بیان بات توجہ سے سننی چاہیے۔ ایسے وقت میں سوجانا یا اپنی گفتگو کرتے رہنا بڑی ناقدری کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

متذکرہ بالا اُمور کا خصوصی خیال رکھنے سے ان شاء اللہ اجتماع کی برکات بھی نصیب ہوں گی اور اللہ تعالیٰ اپنے راستے میں دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائیں گے۔

اسلامی قوانین کا نفاذ بذریعہ پارلیمنٹ

ڈاکٹر ضمیر اختر خان
zamirakhtarkhan@yahoo.com

اسلامی قوانین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ آخری کتاب قرآن مجید اور اس کے آخری رسول ﷺ کے ارشادات، افعال اور تقریر سے ماخوذ ہیں۔ سادہ الفاظ میں اسلامی قوانین کا سرچشمہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ ہیں۔ کتاب وسنت کو اسلامی قوانین کے مصادر اصلیہ کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلامی قوانین کے مصادر ثانویہ میں قیاس اور اجماع بھی شامل ہیں۔ اسلام کے وہ قوانین جو طے شدہ ہیں اور جن پر عمل درآمد کا حکم کتاب وسنت میں واضح طور پر موجود ہے ان پر مسلمانوں کو فی الفور عمل کرنا چاہیے۔ جیسے نظام صلوۃ، نظام زکوٰۃ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ ایک مسلم ملک کی پارلیمنٹ میں نظام صلوٰۃ کو قائم کرنے کے لیے عملی اقدامات پر غور وخوض کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً پاکستان کے طول وعرض میں نظام صلوٰۃ جاری کرنے کے لیے کیا طریقے اختیار کیے جائیں کہ سارے مسلمان نماز کی پابندی کرنے لگ جائیں۔ اسی طرح زکوٰۃ کے نظام کو لاگو کرنے لیے طریقۂ کار وضع کیا جاسکتا ہے۔ نہی عن المنکر کے حوالے سے فوری عمل درآمد کے لیے اقدامات کرنے ہوں گے۔ جیسے شراب نوشی پر پابندی اور خلاف ورزی پر سزا کے نفاذ کے لیے کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس ضمن میں اللہ کے احکام اور رسول ﷺ کا عمل واضح ہے۔ ایک مسلم ملک کی پارلیمنٹ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے احکام کو اس طرح زیر بحث لائے کہ کس حکم پر عمل کرنا ہے اور کس کو مسترد کرنا ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں گاہے گاہے نفاذ شریعت کے حوالے سے کچھ نیم دلانہ اقدامات کیے جاتے ہیں۔ اس رویے کو کم سے کم الفاظ میں عملی نفاق کا نام دیا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں کچھ عرصہ پہلے خیبر پختون خوا اسمبلی میں انفرادی سطح پر سود کے لین دین کو ختم کرنے کے لیے ایک بل پیش کیا گیا۔ بحث کے دوران یہ امکان بھی موجود تھا کہ ارکان اسمبلی کی اکثریت اس بل کو مسترد کردے کہ فی زمانہ سود کا خاتمہ قابل عمل نہیں ہے۔ ایسے میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس بل کو مسترد کردیا جاتا تو ارکان اسمبلی کے ایمان واسلام کا کیا بنتا؟ کیا ایک مسلمان اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کو اعلانیہ مسترد کر کے مسلمان رہ سکتا ہے؟ ان سوالات کے پیش نظر ہم ان سطور کے ذریعے ان دینی سیاسی جماعتوں کو متوجہ کرنا چاہتے ہیں جو ملک میں نفاذ اسلام کے لیے کوشاں ہیں۔ ہماری ان سے درخواست ہے کہ وہ نفاذ اسلام بذریعہ پارلیمنٹ کے موقف پر نظر ثانی کریں۔

اسلام کے وہ احکام اور قوانین جو متفق علیہ ہیں، ان کے نفاذ کے لیے اگر پارلیمانی طریقۂ کار اختیار کیا گیا تو اندیشہ ہے کہ سیکولر سوچ کے حامل سیاست دان ان کی مخالفت کریں گے۔ اس سے وہ عملی ارتداد کے مرتکب قرار پائیں گے۔ علاوہ ازیں ان کا یہ اقدام اگر اس بنا پر ہوگا کہ وہ اللہ کے نازل کردہ قوانین کو غلط سمجھتے ہیں تو ان کی یہ سوچ از روئے قرآن کفر، ظلم اور فسق قرار پائے گی۔ (المائدہ: 47,45,44)۔ اگر وہ اعتقاداً اسلامی قوانین کو برحق سمجھتے ہیں مگر عملاً ان کے خلاف ہیں تو وہ اگرچہ خارج از ملت تو نہیں ہوں گے مگر اپنے ایمان کو کفر، ظلم اور فسق سے مخلوط کرنے کی وجہ سے دنیا وآخرت میں رسوائی کا سامنا ضرور کریں گے۔

ہمارے آئین کی دفعات 61 اور 62 ارکان پارلیمنٹ کی ذاتی صفات کو بیان کرتی ہیں، جن کے مطابق اگر کوئی پاکستانی شہری انتخابات میں حصہ لینا چاہے تو وہ کم سے کم ان خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے یعنی وہ اچھے کردار کا حامل ہو، اسلامی نظریات کا مخالف نہ ہو، اسلامی تعلیمات کا مناسب علم رکھتا ہو، گناہوں سے بچتا ہو، سچا، امین اور ایمان دار ہو۔ مگر عملاً ہو یہ رہا ہے کہ اس وقت ارکان پارلیمنٹ کی اکثریت متذکرہ بالا اوصاف سے قطعی طور پر عاری ہے۔ مزید برآں سیاست ایک منافع بخش کاروبار بن چکا ہے۔ انتخابات میں حصہ لینا سرمایہ کاری کرنے کے مترادف ہے۔ امیدواران لاکھوں ہی نہیں بلکہ کروڑوں روپے اس امید پر خرچ کرتے ہیں کہ اقتدار میں آکر کئی گنا کمائیں گے۔ ان حالات میں قانون سازی اور وہ بھی اسلامی تقاضوں کے مطابق تقریباً محال ہے۔ اس کی تازہ مثال غیرت کے نام پر قتل اور زنا بالجبر جیسے حساس معاملات پر بلوں کا پیش کیا جانا اور پھر انتہائی عجلت میں ان کو منظور بھی کر لینا ہے۔ ایسے مواقع پر دین کے نام پر پارلیمنٹ کا حصہ بننے والے حضرات بالکل غیر موثر ہو جاتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں خلاف اسلام قانون کا پاس ہونا قرآن کے اس حکم کے خلاف ہے جو سورۃ الانعام میں بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور جب تم ان کو دیکھو جو ہماری آیتوں میں کج بحثیاں کر رہے ہیں تو ان سے اعراض کرو یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں اور اگر تمہیں شیطان یہ بات فراموش کرا دے تو یاد آنے کے بعد ان ظالموں کے پاس نہ بیٹھو“ (الانعام:68)۔

سیدھی سی بات ہے کہ اس وقت تمام بڑی سیاسی جماعتوں کے سرکردہ رہنماؤں کی اکثریت لادینیت (Secularism) کی طرف راغب ہے۔ پیپلز پارٹی اپنی لادینی شناخت کا برملا اظہار کرتی ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے قائد نے بھی بابنگ دھل Liberal ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ ایسے نظریات کے حامل ارکان کی اکثریت ہوتے ہوئے اسلامی قوانین کیسے پاس کیے جائیں گے۔ یہ بات ایک عام مسلمان کی سمجھ سے بالا ہے۔ اسی لیے عوام الناس دینی سیاسی جماعتوں کو ووٹ نہیں دیتے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح ان کا ووٹ ضائع ہوگا۔

دینی سیاسی جماعتوں نے ایک انتہائی نامناسب طرز عمل یہ اپنا لیا ہے کہ جب ان کے لیے تنہا اقتدار تک رسائی ممکن نہ ہو سکی تو انہوں نے مخلوط حکومتوں میں شراکت داری شروع کر دی اور یہ بھی نہیں دیکھا کہ جن کے وہ اتحادی بن رہے ہیں، ان کے سیاسی منشور اور نظریات ان کے اپنے منشور اور نظریے سے مختلف ہی نہیں بلکہ بالکل متضاد ہیں۔ مثلاً جمعیت علماء اسلام (ف) کا پیپلز پارٹی کا مختلف مواقع پر اتحادی بننا اور اب موجودہ حکومت کے ساتھ گٹھ جوڑ اور اسی طرح جماعت اسلامی کا تحریک انصاف کے ساتھ شریک اقتدار ہونا ناقابل فہم ہی نہیں بلکہ دین کا درد رکھنے والوں کے لیے مایوس کن ہے۔ لہٰذا ہماری تمام دینی جماعتوں کے قائدین سے التجا ہے کہ وہ دین کی خاطر اپنے اپنے سیاسی موقف میں تبدیلی لائیں اور موجودہ طریق کار کو خیرباد کہہ کر خالص دینی جماعتوں کا اتحاد قائم کر کے اسلامی قوانین کے نفاذ کی جدوجہد کریں۔ نہ صرف عوام الناس کو شرعی قوانین کے فوائد سمجھائیں بلکہ لادین جماعتوں کو بھی شریعت کی برکات کی طرف متوجہ کریں کیونکہ مسلمان ہونے کے ناطے ان کی اسلام سے وفاداری کا بھی یہ تقاضا ہے۔ ضروری ہے کہ دینی جماعتیں اپنے داعیانہ کردار کو دوبارہ زندہ کریں اور تمام اہل پاکستان کے سامنے شہادت حق دیں تاکہ ان پر اتمام حجت ہو جائے۔ اس طرح انہیں دنیا وآخرت کی کامیابی نصیب ہوگی۔ ان شاء اللہ۔

اسلام اور عالم اسلام کا مستقبل

ایوان علم وادب پاکستان کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی لاہور میں مجلس مذاکرہ سے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ودیگر مقررین کا اظہار خیال

رپورٹ: مرتضیٰ احمد اعوان

اتوار 4 نومبر 2016ء کو قرآن اکیڈمی لاہور میں ایوان علم وادب پاکستان کے زیر اہتمام ''اسلام وعالم اسلام اور امت مسلمہ کا مستقبل'' کے موضوع پر ایک مجلس مذاکرہ منعقد کیا گیا۔ جس میں مختلف اہل علم حضرات نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مذاکرے کے میزبان پروفیسر عبدالخالق سہریانی (بلوچ) تھے۔ یہ پروگرام صبح 10 بجے شروع ہوا اور دوپہر 2 بجے اختتام پذیر ہوا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، جس کی سعادت حافظ حمزہ مدنی نے حاصل کی۔ اس کے بعد کلیۃ القرآن کے طالب علم محمد امجد نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ پروگرام کے میزبان عبدالخالق سہریانی نے اپنی افتتاحی معروضات پیش کرتے ہوئے کہا کہ ایوان علم وادب پاکستان کوئی روایتی ادبی تنظیم نہیں ہے یہ صرف ہم خیال احباب اور امت کے لیے فکر منداہل علم وقلم حضرات کا ایک متحدہ فورم ہے۔ ایوان میں نہ عہدے ہیں نہ چندہ وصول کرنے کا پروگرام ہے جو بھی اس کارخیر میں ہمارا رفیق بنتا ہے وہی ہمارا سرپرست بھی ہے اور عہدیدار بھی۔

انجینئر علی رضا نقوی نے اپنے خطاب میں کہا کہ ہمیں اپنا تعلیمی نظام بہتر بنانا چاہیے۔ جو قوم اپنا تعلیمی نظام بہتر نہیں کرتی وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتی۔ آج پاکستان میں لارڈ میکالے کا تعلیمی نظام چل رہا ہے جس کی وجہ سے ہمارے دس فیصد لوگ تعلیم یافتہ ہیں۔

قرآن اکیڈمی جھنگ کے صدر انجینئر مختار حسین فاروقی نے کہا کہ آج ہمیں نظریاتی نظام تعلیم کو فروغ دینا چاہیے، کیونکہ 1947ء میں پاکستان نظریے کی بنیاد پر قائم ہوا تھا۔ قائد اعظم اور علامہ اقبال نظریاتی تعلیم کے زبردست حامی تھے۔ نظریاتی نظام تعلیم سے پاکستان کے تمام اداروں میں بہتری لائی جاسکتی ہے۔

کلیۃ القرآن کے طالب علم تنویر احمد نے کہا کہ اس وقت عالم کفر عالم اسلام کے گرد گھیرا تنگ کیے ہوئے ہے لیکن ہمارے اندر اتحاد کا فقدان ہے۔ پاکستان میں 98 فیصد لوگ اسلامی نظام چاہتے ہیں۔ تمام دینی جماعتوں کو ایک پلیٹ فارم تشکیل دینا چاہیے جو تمام اختلافات سے بالاتر ہو اور ملک میں اسلامی نظام قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

جناب ثاقب اکبر نے کہا کہ اس وقت عالم اسلام پر مغربی طاقتوں کی یلغار ہے۔ اور وہ مسلمان ممالک کو تقسیم کرنا چاہتی ہیں۔ آج ہمیں اسلام کے آفاقی تصور پر متحد ہونا چاہیے اور فروعی اختلافات کی وجہ سے اتحاد سے دور نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ ہمارا مرکز ایمان باللہ یعنی توحید ہے۔ قرآن ہمیں تفرقہ کی بجائے اعتصام باللہ کی دعوت دیتا ہے لہٰذا مسلمانوں کو ایمان باللہ اور سنت رسولؐ کی بنیاد پر متحد ہونا چاہیے۔

جمعیت اہل حدیث کے راہنما ڈاکٹر عبدالغفور راشد نے کہا کہ مغرب ہمارا دشمن ہے۔ اس نے اندلس کی یونیورسٹیوں سے ہمارے ہی علوم سیکھ کر اتنی ترقی حاصل کی ہے۔ اور ہمیں زوال سے دوچار کیا۔ آج ہم نے بحیثیت قوم کام کرنا چھوڑ دیا ہے۔ آج ہمارے تعلیمی اداروں میں اسلامیات اور قرآن کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔ لیکن انگریزی علوم سب کے سب موجود ہیں۔

تحریک عظمت اسلام کے راہنما ڈاکٹر نجم الدین نے کہا کہ اسلامی نظام میں انسانیت کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ لیکن ہم دین اسلام کو چھوڑے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے مسائل کا شکار ہیں۔ ہم پر قرآن مجید کے پانچ حقوق ہیں جن پر عمل کرنا ہمارے لیے لازم ہے۔

پروگرام کے مہمان خصوصی حافظ عاکف سعید (امیر تنظیم اسلامی) تھے۔ انہوں نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج عالم اسلام خون میں غلطاں ہے۔ ہر جگہ مسلمان ذلت ومسکنت کا شکار ہیں کیونکہ مسلمانوں نے اللہ کے دین سے بے وفائی کی ہے۔ آج 57 اسلامی ممالک میں کسی ایک ملک میں بھی اسلام نافذ نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج ہم دجالی فتنے سے گزر رہے ہیں۔ دنیا کی بڑی طاقتیں شیطان کی آلۂ کار بنی ہوئی ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کی کوشش میں لگی ہوئی ہیں۔ انہیں اسلامی نظام کسی صورت گوارہ نہیں ہے۔ اسی لیے انہوں نے افغانستان میں طالبان کی اسلامی حکومت کو ختم کیا، لیکن آج دنیا گواہی دے رہی ہے کہ امریکہ ہار گیا اور طالبان جیت گئے۔ اسلام کا مستقبل کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسلام کا احیائی عمل شروع ہو چکا ہے۔ اور ان شاء اللہ اسلام کل روئے ارضی پر غالب ہوگا۔ تیسری جنگ عظیم کا سماں بن چکا ہے۔ جس میں مسلمانوں بالخصوص عربوں کو بہت مار پڑے گی۔ لیکن بالآخر مسلمان حضرت مہدی کی قیادت میں دوبارہ کامیابیاں حاصل کریں گے۔

مذاکرے کی صدارت صدر انجمن خدام القرآن ڈاکٹر ابصار احمد نے کی۔ انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یورپ میں اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا ہے اور وہاں پر دو دہائیوں میں مسلمانوں کی تعداد عیسائیوں سے زیادہ ہو جائے گی۔ وہاں پر فیملی سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے نوجوانوں کی تعداد بہت کم ہو چکی ہے۔ اس وجہ سے وہ بہت خائف ہیں۔ اسی وجہ سے مختلف طریقوں سے وہ کوشش کر رہے ہیں کہ مسلمان قوم میں زیادہ اضافہ نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ آج سیکولرازم ایک آندھی کی شکل اختیار کیے ہوئے ہے اور ہمارے جدید دانشور بھی اسی کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں سیکولرازم کی تعلیم زیادہ اہمیت حاصل کر چکی ہے۔ یعنی ہمارے ہاں سیکولرازم بڑے پیمانے پر ہر شعبہ کے اندر داخل ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم تعلیمی نظام کو اسلامی سانچے میں نہیں ڈھالتے اس وقت تک ہم اپنی نئی نسل کو پورے طور پر مسلمان نہیں بنا سکتے۔ اس وقت عالم اسلام میں مذہبی اسلام بہت عام ہو چکا ہے جبکہ اسلام کا حرکی تصور نہ ہونے کے برابر ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام کا مستقبل روشن ہے کیونکہ احادیث میں نبی کریم ﷺ نے اسلام کے غلبہ کی پیشین گوئیاں کی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام غالب ہو کر رہے گا لیکن اس کے لیے ہمیں بہت محنت کرنی ہوگی۔

❁❁❁

تنظیم اسلامی گوجر خان کے تحت ایک روزہ تربیتی پروگرام

12 اکتوبر 2016ء کو مسجد العابد میں پروگرام کا باقاعدہ آغاز صبح 9:30 پر شروع ہوا۔ پروگرام میں 40 رفقاء نے شرکت کی۔ سب سے پہلے اسجد محمود نے درسِ حدیث دیا اور نعیم اکرم نے شمائل ترمذی میں سے چند منتخب احادیث پیش کیں۔ بعدازاں محمد نعمان نے امیر و مامور کے باہمی تعلق پر سیر حاصل گفتگو کی انہوں نے کہا کہ نجویٰ نظریاتی جماعت کے لیے زہر قاتل ہے۔ اگر کسی مامور کو اپنے امیر سے کوئی اختلاف ہے تو براہ راست بات کرے یا نقیب کے ذریعے بات پہنچائے۔ انہوں نے اپنی گفتگو کے دوسرے حصے میں ذمہ داران کو مشورہ دیا کہ وہ شفقت والا معاملہ کریں۔ ان کے بعد پروفیسر حافظ ندیم مجید نے کتاب ختم نبوت ورسالت کے دو مظاہر کا مطالعہ کروایا۔ آخر میں امیر تنظیم اسلامی جناب فاروق حسین نے سالانہ اجتماع اور دیگر امور پر تبادلہ خیال ومشاورت کی۔ ظہر کی نماز کے بعد خالد شاہ نے حدیث بیان کی۔ اس کے ساتھ ہی پروگرام کا اختتام ہوا۔ اقامت دین کی جدوجہد میں اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔

(مرتب: مشتاق حسین، امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار)

حلقہ شمالی کراچی کا کل رفقاء تربیتی اجتماع

پروگرام 18 ستمبر 2016ء بوقت 8 بجے صبح قرآن اکیڈمی یاسین آباد میں منعقد ہوا۔ الحمدللہ تقریباً 300 رفقاء نے اس اجتماع میں شرکت کی۔ اجتماع کی نظامت کی ذمہ داری فیڈرل بی ایریا تنظیم کے ناظم تربیت جناب منصور رؤفی نے ادا کی۔ جناب حافظ فیض الرحمٰن نے سورۃ بنی اسرائیل آیات 78 تا 84 کی نہایت خوبصورت تلاوت فرمائی۔ بعدازاں انہی آیات کی تذکیر جناب عبدالرحمٰن نے کی۔ انہوں نے نماز فجر، تہجد اور عصر کی نماز کی اہمیت کو مختلف احادیث اور آیات کے ذریعہ واضح کیا۔ خاص طور پر اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے لیے نماز فجر اور تہجد کی اہمیت پر زور دیا۔ تذکیر بالحدیث کے ضمن میں اصلاح نیت کے حوالے سے بانی تنظیم کی ویڈیو دکھائی گئی۔ اس کے بعد جناب حافظ اسامہ علی نے بانی محترمؒ کے لٹریچر کا تعارف پیش کیا اور فکر کی پختگی، علم کے حصول اور عمل کے حوالے سے مطالعہ لٹریچر کی اہمیت کو واضح کیا۔ جناب اسامہ علی نے رفقاء پر زور دیا کہ حالات حاضرہ سے واقفیت کے لیے تنظیم کے جرائد ندائے خلافت، میثاق اور حکمت قرآن کے مطالعہ کا اہتمام کریں۔ اس کے بعد نماز چاشت کا وقفہ ہوا۔ وقفہ کے بعد امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ نے رفقاء کے سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے اور مسنون بیعت کا اہتمام ہوا۔ اجتماع کا اختتام امیر محترم (حفظہ اللہ) کی دعا پر ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تمام کوششوں کو شرف قبولیت عطاء فرمائے اور ہماری نیتوں میں اخلاص عطاء فرمائے۔ (آمین) (مرتب: محمد ارشد)

سہ ماہی اجتماع حلقہ پنجاب شمالی

یکم اکتوبر بروز ہفتہ مسجد جامع القرآن پیپھونٹ میں شب بیداری کا پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز ضیاء حسین بخاری کی تلاوت سے ہوا۔ نظامت کے فرائض حمزہ شاہد ناظم تربیت نے سرانجام دیئے۔ اس پروگرام میں 200 رفقاء نے کل وقتی شرکت کی۔ سب سے پہلے خالد محمود عباسی نے فلسفہ قربانی کی روشنی میں بتایا کہ اسلام بندہ اور اللہ کے درمیان تعلق قائم کرتا ہے۔ تاہم انہوں نے منتخب نصاب کی طرف توجہ فرماتے ہوئے کہا کہ تابچہ راہ نجات میں جن چار شرائط کا ذکر کیا گیا ہے اس کو آیت البر، سورہ لقمان اور حم السجدہ میں مزید کھولا گیا ہے کہ ایمان کا اصل تقاضا کیا ہے۔ پروگرام کے دوسرے مقرر جناب عادل یامین نے سورۃ الاعراف کی آیات کی روشنی میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر بڑی تفصیلی گفتگو کی۔

پروگرام کے تیسرے مقرر جناب عمیر نواز خان نے ملٹی میڈیا کے ذریعے رفقاء کے مطلوبہ اوصاف پر تفصیلی گفتگو کی۔ 9:20 پر نماز عشاء ادا کی گئی۔ پروگرام کی دوسری نشست کا آغاز 4:00 بجے صبح ہوا۔ مولانا خان بہادر نے درس حدیث دیا اور مختلف احادیث کی روشنی میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی وضاحت کی۔

نماز فجر کے بعد جناب شفاء اللہ خان نے درس قرآن دیا ان کا موضوع قوانفسکم واھلیکم نارا تھا انہوں نے آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ بچوں کی تربیت سب سے پہلے گھر میں ہوتی ہے۔ سربراہ گھرانہ کی ذمہ داری ہے کہ پہلے خود آگ سے بچے پھر اپنے گھر والوں کو بچانے کا انتظام کرے۔ 6 بجے تا 8 بجے آرام کا وقفہ ہوا۔

جس کے بعد راجہ محمد اصغر ناظم حلقہ نے امراء ونقباء سے ملٹی میڈیا کے ذریعے اسرہ کی سطح پر، مقامی تنظیم کی سطح پر، حلقے کی سطح پر اور مرکز کی سطح پر نظام اجتماعات کی وضاحت کی اور سوال و جواب کی روشنی میں تنظیم اسلامی کے قیام کا مقصد بیان کیا۔ پروگرام کے آخر میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی ایک ویڈیو بعنوان متاع الغرور دکھائی گئی جس کو تمام رفقاء نے سنا۔ آخر میں ناظم حلقہ کے دعائیہ کلمات کے ساتھ اس پروگرام کا اختتام ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ رفقاء کی بھرپور شرکت کو اپنی جناب میں شرف قبولیت عطا فرمائے۔ (مرتب: صوفی محمد صفدر)

امیر محترم کا دورہ حلقہ فیصل آباد

28 اکتوبر کو امیر تنظیم اسلامی جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے انجمن خدام القرآن فیصل آباد کے زیراہتمام قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں ہونے والے سالانہ اجلاس کی بطور سرپرست انجمن صدارت فرمائی۔ انہوں نے اپنے خطاب میں دعوت رجوع الی القرآن کے پس منظر اور مقاصد کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہمیں خدمت قرآنی کی توفیق ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا چاہیے اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ ماضی کی قرآنی تحریکوں کی طرح اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی گمراہی سے محفوظ رکھیں۔ انہوں نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا کہ تحریک رجوع الی القرآن اب پورے ملک میں جڑ پکڑ رہی ہے۔

اگلے دن صبح فیصل آباد کی معروف دینی شخصیت جناب مجاہد الحسینی سے ملاقات ہوئی اس کے بعد امیر محترم، امیر حلقہ فیصل آباد کے ساتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ تشریف لے گئے جہاں نماز ظہر کے بعد جامعہ مسجد طوبیٰ شالیمار ٹاؤن میں مقامی علماء سے ملاقات طے تھی۔ امیر محترم نے علماء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا لیکن آج تک اس میں اسلام نہیں آسکا بلکہ ہمیں آہستہ آہستہ سیکولرازم کی طرف دھکیلا جارہا ہے۔ اس صورت حال میں علمائے کرام کے کندھوں پر بڑی اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے جسے ادا کرنے کے لئے علماء کرام کو میدان میں آنا چاہیے۔ ایک سوال کے جواب میں امیر محترم نے فرمایا کہ پرامن احتجاجی طریقہ ہی اس ملک میں تدریجاً نفاذ اسلام کے لئے اختیار کرنا چاہیے جسے چندسال پہلے جامعہ اشرفیہ میں علماء کے منعقد ہونے والے اجلاس میں بھی اختیار کرنے کا طے کیا گیا تھا۔ اس ملاقات میں پندرہ کے قریب علمائے کرام نے شرکت کی۔

بعد نماز مغرب طوبیٰ مسجد میں امیر محترم کا سیرت النبی ﷺ کے عنوان پر خطاب عام تھا جس کی ٹوبہ کے رفقاء نے بھرپور تشہیر کی تھی۔ امیر محترم نے نبی اکرم ﷺ کی رحمۃ للعالمینی کی حوالے سے بیان فرمایا کہ آپ ﷺ کی رحمت کے دو بڑے مظاہر قرآن مجید اور اسلامی نظام سے امت نے منہ موڑا ہوا ہے جس کی وجہ سے آج پوری دنیا میں ذلت ورسوائی ہمارا مقدر بنی ہوئی

ہے۔انہوں نے فرمایا کہ اسلامی نظام قائم کر کے اور قرآن مجید کو تھام کر ہی ہم اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتے ہیں اور یہ جدوجہد آپ ﷺ کے ہر امتی کے ذمے ہے۔اس پروگرام میں (300) سے زائد افراد نے شرکت کی۔اس پروگرام کے بعد ایک مقامی عالم دین نے امیر محترم سے ملاقات کی اور تنظیم اسلامی میں شمولیت کا ارادہ ظاہر کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر محترم، ان پروگرامز کے منتظمین اور رفقاء کو اجر عظیم سے نوازیں اور لوگوں کا رجحان اپنے دین کی طرف فرمادیں۔آمین! (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ کراچی شمالی شعبہ خواتین کے تحت تربیتی پروگرام

حلقہ کراچی شمالی کے تحت الحمد للہ پچھلے کئی سالوں سے ہر دو ماہ بعد حلقہ کی معاونات و سینئر رفیقات کے لیے ایک تربیتی پروگرام منعقد کیا جاتا ہے۔یہ پروگرام 15 اکتوبر 2016ء بروز ہفتہ بمقام قرآن اکیڈمی یاسین آباد منعقد ہوا۔پروگرام کے آغاز پر زوجہ اسعد نے سورۃ البقرۃ کی آیت 153 تا 157 کی تلاوت کی۔اس کے بعد زوجہ اظہر ریاض نے مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب شہادت حسینؓ سے چند اقتباسات کے ذریعہ واقعہ کربلا سے عملی رہنمائی کے حصول پر غور کرنے کی اہمیت واضح کی اور پھر مفتی محمد شفیع ؒ کی کتاب شہید کربلا سے دعوت فکر و عمل کے نکات بتائے۔بانی محترم کے کتابچہ سانحہ کربلا کا جو اقتباس ندائے خلافت میں شائع ہوا تھا، وہ فوٹو کاپی کر کے سب کو دیا گیا۔اس پروگرام میں تربیت اولاد کے موضوع پر مستقل بیان رکھا جاتا ہے۔اس مرتبہ ام اشہد نے عام فہم انداز میں بچوں کی تربیت کرنے کے لیے عملی نکات واضح کیے۔لڑکیوں کی اعلیٰ تعلیم کے حوالہ سے وضاحت کی گئی کہ ہمیں چاہیے کہ ان کو پروفیشنل تعلیم کے بجائے اُن مضامین کی تعلیم دلوائیں جو عورت کے دائرہ کار سے ہم آہنگ ہوں اور مستقبل کی زندگی میں جس سے واقعی فائدہ پہنچے۔رفیقات کے اسرہ کے نصاب میں تزکیہ نفس کے حوالہ سے کتاب کے اہم نکات کے نوٹس رفیقات کو مہیا کیے گئے۔15 منٹ کے وقفہ کے بعد انٹرنیٹ کے استعمال کے بارے میں تنظیم کے موقف کا سرکلر سب کو دیا گیا۔ام عمر فاروق نے انٹرنیٹ کے استعمال کے فوائد و نقصانات پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔آخر میں انہوں نے گھروں میں انٹرنیٹ کے غلط استعمال پر قابو پانے کے لیے مختلف پہلوؤں سے رہنمائی کی۔دین و مذہب میں فرق کے حوالہ سے وضاحت کا مرکز سے موصول سرکلر سب کو دیا گیا اور اس کی روشنی میں وضاحت کی گئی کہ اجتماعات اسرہ، دروس اور کلاسز میں اس موضوع کو بیان کرتے وقت یہ کہنے سے احتراز کیا جائے کہ اسلام مذہب نہیں دین ہے بلکہ دین کا ہمہ گیر تصور سمجھایا جائے۔آخر میں مشاورتی اسرہ کی معاونہ ام اسامہ علی نے اسرہ اور رپورٹ کے حوالہ سے محسوس کی جانے والی کمی کی جانب شرکاء کی توجہ مبذول کروائی۔اسی طرح معاونات و رفیقات محض اجتماع اسرہ میں شرکت کر کے اپنی ذمہ داری مکمل نہ سمجھیں بلکہ معاونہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ رفیقات کی رپورٹ میں تربیتی لحاظ سے جو کمی نظر آرہی ہو، اس کو دور کرنے کے لیے کوشش کریں۔انہوں نے ندائے خلافت اور میثاق کے مطالعہ میں کمی پر تشویش کا اظہار کیا اور اسرہ نصاب کے ساتھ دیگر تنظیمی لٹریچر کے مطالعہ اور سماعت کی اہمیت اُجاگر کی تاکہ ہر رفیقہ دینی موضوعات کے اہم نکات کو اپنے اردگرد کے لوگوں سے عام گفتگو میں بیان کر کے داعی الی اللہ کی ذمہ داری ادا کر سکے۔تنظیمی فکر کی تذکیر کے لیے ایک کتاب ملفوظات ڈاکٹر اسرار احمدؒ متعارف کروائی گئی۔اگلا پروگرام چونکہ ان شاء اللہ ماہ ربیع الاول میں منعقد ہوگا اس لیے سیرت النبی ﷺ کے حوالہ سے بانی محترم کا کتابچہ ''حب رسول اور اس کے تقاضے'' سب کو پڑھ کر آنے کو کہا گیا۔سورۃ العصر کی تلاوت پر پروگرام کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: شعبۂ خواتین)

ناظم حلقہ ملاکنڈ کا دورہ چوگا ضلع شانگلہ

22 اکتوبر بروز ہفتہ دس بجے صبح ایک رفیق کے پبلک سکول ''شانگلہ ایجوکیشن اکیڈمی''

میں طلبہ و اساتذہ سے ایمان مجمل و ایمان مفصل کی وضاحت پر خطاب ہوا۔جس میں 15 طلبہ، سات اساتذہ اور مقامی رفقاء شامل تھے۔دوسرا خطاب 11 بجے گورنمنٹ ہائی سکول شکیولئی میں بعنوان ''دین کا ہمہ گیر اور فرائض دینی کا جامع تصور'' ہوا۔اس میں 30 طلبہ اور دس اساتذہ نے بڑی دلچسپی سے بات سنی۔تیسرا خطاب 12 بجے گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول چوگا میں بعنوان ''دین کا ہمہ گیر اور فرائض دینی کا جامع تصور'' ہوا۔اس میں صرف اساتذہ تشریف فرما تھے۔عصر تا مغرب فرائض دینی کا جامع تصور اور اس کی وضاحت بورڈ کی مدد سے واضح کیا گیا۔مغرب تا عشاء ''عدل و قسط نظام لانے کیلئے نبوی طریق کار'' پر گفتگو ہوئی۔اس میں 25 شرکاء شریک تھے۔بعد از نماز عشاء رفقاء کی مشاورت سے اسرہ کی تشکیل، نقیب کا تقرر، نظام العمل کی وضاحت اور فعالیت پر ترغیبی گفتگو کی گئی۔23 اکتوبر بعد از نماز فجر رفقاء کے درمیان باہمی مذاکرہ کرایا گیا۔بعد از نماز ظہر حلقہ پختونخواہ جنوبی کے منفرد اسرہ سواڑی کے نقیب جناب آیاز باچہ اور رفقاء سے ملاقات کے علاوہ محلہ کی مسجد میں امت مسلمہ کی ذمہ داریوں پر بات ہوئی، شرکاء میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

چوگا سے سواڑی آتے ہوئے کچھ احباب سے ملاقاتیں ہوئیں جن کو لٹریچر دیا گیا اور تنظیم سے مزید متعارف ہوئے۔انھیں تنظیم کی ویب سائٹ دی گئی۔اس دورہ کے دوران مقامی رفقاء نے خوب مہمانداری کی۔احباب سے رابطے کیئے اور کل وقتی طور پر ہمراہ رہے۔

خطابت کے فرائض فیض الرحمٰن اور مقامی تنظیم کے امیر حبیب علی نے انجام دیئے۔

اللہ تعالیٰ اس دورے سے بہترین نتائج برآمد فرمائے۔آمین! (مرتب: حبیب علی)

ضرورت رشتہ

☆ سعودی عرب میں مقیم آرائیں فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم ڈبل ایم بی اے کے لیے نیک سیرت برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0334-0419193

☆ لاہور میں رہائش پذیر رفیق تنظیم، عمر 33 سال، تعلیم یافتہ، برسرروزگار کو عقدہ ثانی کے لیے دین سے جنون کی حد تک محبت کرنے والی معاون زندگی و آخرت کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0334-4055563 0334-6526328

☆ لاہور میں رہائش پذیر آفریدی فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 27 سال، ڈپلومہ ہولڈر، گورنمنٹ جاب، قد "5.11' کے لیے دینی مزاج کی حامل پڑھی لکھی، خوب سیرت و صورت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0334-4336130

☆ لاہور میں رہائش پذیر آرائیں فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 25 سال، کیمیکل انجینئر، بیرون ملک ملازمت ...... بیٹی، عمر 20 سال، تعلیم بی ایس (جاری) کے لیے دینی مزاج کے حامل رشتے درکار ہیں۔ رابطہ: 0334-4055563 0334-6526328

☆ لاہور میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 24 سال، تعلیم ایم ایس سی، کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0332-6758469

☆ پیر محل، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مقیم فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 25 سال، حافظ قرآن، قد "5.10' کے لیے دینی مزاج کی حامل، پردہ کی پابند، نیک سیرت، قبول صورت تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ وسطی پنجاب کی رہائشی فیملی کو ترجیح دی جائے گی۔

برائے رابطہ: 0346-4845440

After Trump's coup, is a Western 'populist' ominous?

LONDON — Not long before Americans shocked the world by selecting Donald Trump to be their next president, a wealthy Brazilian businessman who played a reality-star boss on television became mayor of South America's largest city.

And in Britain, voters with a centuries-long streak of moderation and pragmatism opted to ignore the overwhelming advice of experts by leaping into the abyss of life outside the European Union.

The populist wave of 2016 that carried Trump to the pinnacle of international power and influence didn't start in the United States. And it certainly won't end there.

Instead, the biggest prize yet for a global movement built on a seemingly bottomless reserve of political, economic and cultural grievance is likely to be an accelerant to even more victories for people and causes bent on upending the existing world order.

"Success breeds success," said Mark Leonard, director of the European Council on Foreign Relations. "Right now, everyone is susceptible to it. The drivers seem to be universal."

And unless something dramatic changes to curb the populist appeal, a scattering of surprise victories this year could soon turn into a worldwide rout — the triumph of those who preach strong action over rule of law, unilateralism instead of cooperation and the interests of the majority above the rights of ethnic and religious minorities.

"Their world is collapsing," tweeted a jubilant Florian Philippot, senior adviser to French far-right leader Marine le Pen, following Trump's victory. "Ours is being built."

With French presidential elections due next spring, Le Pen is well placed to add Paris to the list of world capitals that have fallen to the populist tide. She is seen as a lock to make it to the final round of voting, and although her chances have long been discounted among political prognosticators in France, that changed after Trump's victory.

Well before France votes, Austria could become the first country to elect a far-right head of state in Western Europe since 1945 when it picks a president next month. On the same day, Dec. 4, Italians will vote in a constitutional referendum that could bring down the center-left government of Prime Minister Matteo Renzi — while boosting the fortunes of the anti-establishment 5-Star Movement.

Nick Farage (U.K. Independent party leader and 'Brexit' cheerleader) has pledged to help replicate the electoral success of Brexit and Trump across the West. The longtime leader of the anti-immigration U.K. Independence Party on Saturday became the first British politician to meet with the president-elect, spending an hour with him at Trump Tower and later posting to Twitter a photo of the two men smiling broadly in front of a set of gilded doors.

"Please don't for a minute think that the change ends here," Farage wrote Friday in Britain's mass-circulation Sun tabloid. "Voters across the Western world want nation state democracy, proper border controls and to be

controls and to be in charge of their own lives. Further political shocks in Europe and beyond are coming."

The most extreme example, of course, is Germany, where the country's election of a charismatic populist proved catastrophic for the world.

Because of the country's Nazi history, its postwar political system has been designed to defend minority rights and prevent a majoritarian takeover. But 'terrorist attacks by Islamist radicals' and a record wave of Middle Eastern migrants are changing the 'national will'.

The fast-growing Alternative for Germany party, founded in 2013, has galvanized the anti-Islam ranks. The AfD unveiled a scathing denunciation of the faith this year, warning against "the expansion and presence of a growing number of Muslims" on German soil. Adding fuel to the party's campaign, German authorities have arrested more than a dozen suspected extremists, many of whom entered Germany by masquerading as migrants.

With national elections next year, the party is now supported by nearly 1 in 6 voters and has staged startling gains this year in local elections.

Jürgen Falter, a political scientist and expert on the far-right, described the party's leadership as "not real neo-Nazis, but rather close." Its voter base, however, is larger — an amalgamation of Germans fearing everything from foreigners to globalization.

"They managed to get some more moderate and less moderate people supporting them who feel threatened by modernization, by refugees, by Islam," he said. "And now we are talking about some Trump voters, as well."

Even in Germany, the politica`l unthinkable can no longer be so easily discounted.

Source adapted from: The Washington Post

Note: *The editorial team of Nida e Khilafat does not necessarily agree or endorse all views expressed in the article.*

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ ازروئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟

کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟

کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ

"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی

"قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جارہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!

اب یکم ستمبر 2016ء سے آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز' قرآن اکیڈمی' 36-K' ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 3-35869501(42-92) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ دسمبر 2016ء — ربیع الاوّل ۱۴۳۸ھ

مشمولات

☆ دنیا میں بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کا سبب: سرمایہ دارانہ نظام — ادارہ

☆ فکرِ آخرت — حافظ عاکف سعید

☆ اصلاحِ معاشرہ کا قرآنی تصور (۲) — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ قرآن کریم کی اصولی باتیں (۱۵) — ڈاکٹر عمر بن عبداللہ المقبل

☆ سنتِ رسول ﷺ کی اہمیت — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

☆ جھوٹ: تمام برائیوں کی جڑ — حافظ محمد مشتاق ربانی

☆ دہشت گردی کی روک تھام میں عوام کا کردار — پروفیسر محمد احمد خان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا "بیان القرآن" باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 30 روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 300 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور 36۔کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً﴾

تنظیمِ اسلامی کا سالانہ

کُل پاکستان اجتماع

25، 26، 27 نومبر 2016ء

(بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار)

بمقام **مرکزی اجتماع گاہ، بہاولپور**

منعقد ہو رہا ہے (ان شاء اللہ العزیز)

خالصتاً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا و محبت کو اپنے حق میں واجب کرنے،

نظم کو مستحکم اور امیر تنظیم کی تقویت کے لیے

تمام رفقاء کو شرکت کی بھرپور دعوت ہے

تفصیلات کے لیے اپنے مقامی نظم سے رجوع کیجیے!

المعلن: ناظم اعلیٰ، تنظیم اسلامی فون: (042)36293939-36316638
36366638

VOL : 25 Regd. C.P.L NO. 114 No.45
Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore